لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة

موسوم تصنیف لطیف تالیف نظیف فاضل اجل عالم بے بدل سید امداد العلی صاحب بہادر اکبرآبادی ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ کانپور

المسمی به

# ازالة الهوى عن الصراط السوي
# بالانطباق الى السنة النبوية والمذهب الحنفي

در سنہ ۱۲۸۶ ہجری

بنظر انتفاع عام و محض ای تقسیم برادران اہل اسلام بلا اخذ قیمت باہتمام شیخ عبد اللہ پر بسعی وافی

در مطبع مشعلہ طور کانپور طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی علمنا الاحکام کما ہی و رفع عنا جہلہا بلطفہ الازلی والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد
الذی لنا فیہ اسوۃ حسنۃ وعلی آلہ واصحابہ الذین سیرتہم سنۃ مندوبۃ **اما بعد** سید امداد علی
حنفی اکبرآبادی کہتا ہے کہ پہلے اس سے دو رسالہ ایک **نور الہدی** اور دوسرا **امداد السنۃ**
بجواب **استفتاء التراویح** تحریر ہوکر مطبوع ہوئی تہی اب مولوی **عبد الرحمن** صاحب رہنے
شہر اکبرآباد نے ایک رسالہ مسمے بہ **توضیح السنۃ الہدی** اپنے زعم مین بجواب رسائل مزبورہ قلمبند
فرماکے مطبوع کرایا ہر چند اس جہت سے کہ وہ درشتی کلام اور گفتگوی عامیانہ سے مالامال ہے
اور داب اہل علم اوسمین ملحوظ نہین اور غالباً مضامین اوسکے نافہمی مطالب نور الہدی اور امداد السنۃ سے
ناشی ہین اور تحریر اس قسم کی مولوی عبد الرحمن صاحب کے شان کے لائق نہین قابل تسلیم جواب
نہین ہے لیکن باین خیال کہ طبائع مختلف ہین اور یہ ضرور نہین کہ جو مطلب ایک دو بار مین کسیکے
سمجہ مین نہ آیا ہو وہ پہر کبہی اوسکے سمجہ مین نہ آئی اور بسا وقت باعث درشتی سخن جہل مرکب اور قلت
ادراک ہوتی ہے بامید تنبیہ آیندہ یہ جواب اوسکا لکہا گیا اور نام اسکا **امداد الغوی عن الصراط
السوی** رکہا گیا **واضح** ہو کہ اول دس اصول لکہے جاتے ہین کہ سمجہدار آدمی بملاحظہ اونکے
جواب رسالۂ مولوی عبد الرحمن صاحب کا دے سکتا ہے **اصل اول** یہ ہے کہ سنت لغت مین

یعنی طریقہ کے ہے اور اصطلاح عامہ اصول حنفیہ مین عبارت ہے طریقہ مسلوکہ فی الدین سے
پہر اگر ترک اوسکا موجب اسارت اور کراہت ہو تو وہ سنت ہدی اور موکدہ ہے مانند جماعت اور
اذان اور اقامت وغیرہا کی اور اگر ترک اوسکا موجب اسارت اور کراہت نہو تو وہ سنت زائدہ اور غیر موکدہ
ہے اور جس عبادت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلا مواظبت فرمائی ہو ساتہ ترک کے احیانا
ترک اوسکا موجب اسارت ہوتا ہے اور بعض اصولیین حنفیہ کے نزدیک اطلاق سنت کبہی سنت
غیر نبی پر بہی آتا ہے سو یہ اطلاق یا بمعنی لغوی ہے لکثرۃ استعمال السنۃ فی الطریقۃ کذا فی شرح
المنہاج الاسنوی وفی التلویح والنزاع فی اطلاق السنۃ علی الطریقۃ علی ما ہو المدلول اللغوی
والاظہار فی ان المجرد عن القرائن ینصرف فی الشرع الی سنۃ النبی علیہ السلام للعرف الطاری کالطاعۃ
فی الشرع الی طاعۃ اللہ ورسولہ انتہی یا بمعنی شرعی اور اس تقدیر پر تقسیم سنت مین طرف سنت ہدی
اور سنت زوائد کے اگر مقسم عام ہے سنت نبی اور غیر نبی سے تو سنت غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سنن زوائد مین داخل ہے اور اگر مقسم خاص سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو سنت غیر نبی صلعم
خارج از قسمین ہے چنانچہ اسیطرف مشیر ہے یہ کلام صاحب تلویح کا والنفل دون سنن الزوائد لانہا
صارت طریقۃ مسلوکۃ فی الدین وسیرۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف النفل انتہی کیونکہ اگر مقسم عام ہوتا
تو سنت غیر نبی بہی سنت زائدہ ہوتی اور اوسکا سیرۃ للنبی ہونا متصور نہین ہے بہرحال دوران اسارت
ترک ساتہ مواظبت نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جیساکہ مشیر ہے طرف اوسکے
کلام امام ابی الیسر کا کہ مذکور ہے ۱۲ انتہی اور ترک سنت غیر نبی کا موجب اسارت
ہونا ممنوع ہے مثلا تہا طریقہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پڑہنا وتر کا سونے سے پہلے
سے اور تہا طریقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پڑہنا وتر کا آخر رات مین اور پڑہنا فامضوا کا
بجاے فاسعوا کے آیت کریمہ فاسعوا الی ذکر اللہ مین اور تہا طریقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا
پڑہنا سورۂ یوسف کا نماز صبح مین جیساکہ یہ سب موطای امام مالک مین مروی ہے اور اسیطرح
تہا طریقہ حضرت عمر کا پڑہنا ایک عبارت مخصوصہ کا خطبہ جمعہ مین جیساکہ سنن ابن ماجہ مین مروی ہے

اور جیسا طریقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا پڑہنا تسبیح کا بجای سورہ فاتحہ کے دو رکعت اخیرہ فرض میں
جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین مروی ہے حالانکہ ترک کسیکام کا انمین سے موجب اساءت نہین ہے
اور کوئی کام انمین سے کسیکے نزدیک سنت موکدہ نہین ہے اور مسائل ایسے کہ اونمین مذہب خلفا مختار
حنفیہ نہو بہت ہین مثلا مذہب حضرت عمر اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ ہے کہ وطی زوج ثانی ہادم ہوتی طلقات
ثلثہ نہین ہے اور مختار ابی حنیفہ اور ابی یوسف برخلاف اسکے یہ ہے کہ وطی زوج ثانی ہادم ہادون ثلث ہے
اور عبارات **فقہای حنفیہ** تفسیر سنت مین مختلف ہین **بعض** نے کہا کہ سنت طریقہ مسلوکہ
فی الدین ہے بدون وجوب اور افتراض کے اور **بعض** نے کہا کہ سنت وہ کام ہے جو ثابت ہو
قول یا فعل آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے اور واجب اور مستحب نہو اور **بعض** نے کہا کہ سنت
وہ کام ہے کہ مواظبت فرمائی ہواوسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کسی نے آپ کے صحابہ
مین سے چنانچہ بیس رکعت تراویح کو بزعم مواظبت خلفای راشدین سنت کہنا موافق اسی تفسیر کے ہے
اور شامی نے جو **ردالمحتار** مین لکہا ہے کہ مشروع اگر ایسا ہو کہ مواظبت فرمائی ہو اوسپر رسول صلعم
یا خلفای راشدین نے بعد آنحضرت کے تو وہ سنت ہے تو شاید ناشی اسی **قول** سے ہے اور
جمہور نے کہا ہے کہ سنت وہ ہے جسپر مواظبت فرمائی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتہ ترک
کے احیانا اور جب مطلق مواظبت بدون قید عدم الترک احیانا اطلاق ہوتے ہی تو اوس سے مواظبت
مع الترک احیانا مراد ہوتی ہے جیسا کہ فتح سر المنان فی تایید مذہب النعمان مین ہے لیکن **سنت
موکدہ** باتفاق حنفیہ اوس عبادت کو کہتے ہین کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت
فرمائی ہو ساتہ ترک کے احیانا اور **مستحب** اورہی **مندوب** اوس کام کو کہتے ہین کہ کیا ہو
اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ایک بار اور ترک کیا ہو اوسکو اکثر اور کبہی **مستحب**
اوس کام کو کہتی ہین کہ دوست رکہا ہو اوسکو سلف نے اور اطلاق سنت کا سنت غیر موکدہ اور
مستحب پر بہی آتا ہے اور نزدیک **جمہور شافعیہ کے** سنت مرادف مندوب اور مستحب اور
تطوع کا ہے اور نزدیک بعض شافعیہ کے فرق ہے درمیان سنت اور مستحب کے جیسا کہ فرق ہی

اون موذنون مین نزدیک حنفیہ کے **تنقیح** متن توضیح مین مرقوم ہے فان کان النفل طریقۃ مسلوکۃ
فی الدین فسنۃ والا فنفل انتہی اور یہی **تنقیح** مین مرقوم ہے والسنۃ نوعان سنۃ الہدی وترکہا یوجب اسائۃ
وکراہیۃ کالجماعۃ والاذان والاقامۃ ونحوہا وسنۃ الزوائد وترکہا لایوجب ذلک کسنن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
لباسہ وقیامہ وقعودہ والسنۃ المطلقۃ تطلق علی طریقۃ النبی علیہ السلام عند الشافعی رحمہ اللہ وعندنا تقع
علی غیرہا ایضا فان السلف کانوا یقولون سنۃ العمرین والنفل یثاب فاعلہ ولا یسیئ تارکہ وہو دون سنن الزوائد
انتہی اور **شیخ الاسلام** نے **حاشیہ** شرح وقایہ مین لکہا ہے قد اختلف عباراتہم فی تفسیر السنۃ
شرعا فقیل ہی الطریقۃ المسلوکۃ من الدین من غیر وجوب ولا افتراض وقیل ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مع الترک مرۃ او مرتین تعلیما للعباد انتہی اور **فصیحیہ** مین مرقوم ہے والسنۃ الطریقۃ المسلوکۃ فی
الدین بلا وجوب ولا افتراض وفسرہا بعضہم بما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا انتہی
اور امداد **الفتاح** شرح نور الایضاح مین مسطور ہے والسنۃ لغۃ الطریقۃ المعتادۃ ولو سیئۃ وشرعا الطریقۃ
المسلوکۃ فی الدین من غیر لزوم علی سبیل المواظبۃ فان کانت مما واظب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک
فہی المؤکدۃ وان کان مع الترک احیانا فہی المندوبۃ وان اقترنت بوعید لمن لم یفعلہا فہی للوجوب انتہی
اور **منح الغفار** مین مرقوم ہے انہا الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین من غیر لزوم علی سبیل المواظبۃ انتہی
اور **نہر الفائق** مین مسطور ہے وہی لغۃ الطریقۃ مطلقا وعرفا الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین کما فی المغرب
لکنہ غیر مانع لصدقہ علی المستحب انتہی اور **شمنی** نے شرح مختصر وقایہ مین لکہا ہے السنۃ لغۃ
الطریقۃ والعادۃ وشرعا فی الادلۃ ما صدر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر القرآن من قول او فعل او تقریر
وفی الافعال ما ثبت بقولہ او فعلہ علیہ الصلوۃ والسلام ولیس بواجب ولا مستحب انتہی اور یہی لکہا ہے
**شیخ علی قاری** نے **شرح مختصر وقایہ** مین اور **نہر الفائق** اور **درمختار** اور
**درمنتقی** مین مرقوم ہے وہو تعریف لمطلقہا وان الشرط فی المؤکدۃ مواظبتہ مع ترک لکن شان
الشروط ان لا تذکر فی التعریف انتہی بلفظ النہر والدر المنتقی اور **محیط** مین مرقوم ہے السنۃ سنتان
سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسنۃ الصحابۃ فسنۃ الرسول علیہ الصلوۃ والسلام ہے الطریقۃ التی واظب

صلی اللہ علیہ وسلم علیہما لیعنی الفجر وسنۃ الصحابۃ الطریقۃ التی واظبوا علیہا کالجماعۃ فی التراویح فانہا سنۃ عمر
فانہ واظب علیہا وتابعہ اصحابہ انتہی اور نہر الفائق مین مسطور ہے وما فی السراج ہی فی الشرع ما واظب
علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم او احد من اصحابہ فتعریف لمطلق السنۃ والکلام فی المؤکدۃ انتہی اور
سید شریف جرجانی نے اصطلاحات العلوم مین لکھا ہے السنۃ فی اللغۃ الطریقۃ
مرضیۃ کانت او غیر مرضیۃ وفی الشریعۃ الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین من غیر افتراض ولا وجوب فالسنۃ ما واظب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہا مع الترک احیانا فان کانت علی سبیل العبادۃ فسنن الہدی وان کانت علی
سبیل العادۃ فسنن الزوائد انتہی اور ضیاء معنوی شرح مقدمہ غزنوی مین مسطور ہے
والسنۃ ما واظب علیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یترکہا الا بعذر کالثناء والتعوذ وتکبیرات الرکوع والسجود
انتہی اور جامع الرموز مین مرقوم ہے والسنۃ لغۃ العادۃ وشریعۃ مشترکۃ بین ما صدر من النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من قول او فعل او تقریر وبین ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلا امر وہی نوعان
سنۃ الہدی ویقال لہا السنۃ المؤکدۃ کالاذان والاقامۃ والسنن الرواتب والمضمضۃ والاستنشاق علی
وحکمہ کالواجب فی المطالبۃ فی الدنیا الا ان تارکہ یعاتب وتارکہا یعاتب والسنن الزوائد کاذان المنفرد والسواک
والافعال المعہودۃ فی الصلوۃ ومن خارجہا وتارکہا غیر معاتب انتہی اور شرح قدوری زاہدی
مین مذکور ہے السنۃ ما واظب علیہ النبی صلعم ولم یترک قصدا الا مرۃ او مرتین تعلیما وتسہیلا ولم یعرف اختصاصہ
انتہی اور درمختار مین مستحب کے تعریف مین مسطور ہے ہو ما فعلہ علیہ الصلوۃ والسلام مرۃ وترکہ اخری
وما احبہ السلف انتہی اور رد المحتار مین مسطور ہے وقد یطلق علیہ ای علی المستحب اسم السنۃ انتہی اور
درمختار مین بذکر اشارہ سبابہ مرقوم ہے وفی المغنی عن التحفۃ الاصح انہا مستحبۃ وفی المحیط انہا سنۃ انتہی
طحطاوی نے حاشیہ درمختار مین اور شامی نے رد المحتار مین لکھا ہے قولہ فی المحیط
انہا سنۃ یمکن التوفیق بانہا غیر موکدۃ انتہی اور سبکی نے جمع الجوامع مین لکھا ہے
والمندوب والمستحب والتطوع والسنۃ مترادفۃ خلافا لبعض اصحابنا انتہی اور جلال الدین محلی
نے شرح جمع الجوامع مین خلافا لبعض اصحابنا کی شرح مین لکھا ہے ای القاضی حسین وغیرہ فی نفیہم

ترک فہذا حدیث قال وما اقل ان واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہو سنۃ وان لم یواظب کان فعلہ مرۃ او مرتین
فہو المستحب انتہی اور اسنوی نے شرح منہاج میں لکھا ہے ویسمی المندوب سنۃ ونافلۃ قال
فی المحصول ویسمی ایضا مستحبا وتطوعا انتہی مولوی عبدالرحمان صاحب نے ایک مقام رد المحتار کا دیکھ کر سنت
کی تعریف اوس سے ص ۱۵ میں نقل فرمائی اور نہ سمجھا کہ یہ قول بعض ہی تعریف مطلق سنت میں نہ
تعریف سنت موکدہ میں اوسی رد المحتار میں دوسری جگہ مرقوم ہے ثم قال فی النہر والذی ظہر للعبد الضعیف
ان السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن ان کانت لا مع الترک فہی دلیل السنۃ المؤکدۃ وان کانت مع الترک
احیانا فہی دلیل غیر المؤکدۃ وان اقترنت بالانکار علی من لم یفعلہ فہی دلیل الوجوب فافہم ہذا فان بہ یحصل التوفیق
انتہی قال فی النہر وینبغی ان یقید ہذا بما اذا لم یکن ذلک الفعل المواظب علیہ مما اختص وجوبہ علیہ الصلوۃ والسلام
اما اذا کان کصلوۃ الضحی فان عدم الانکار علی من لم یفعل لا یصح ان ینزل منزلۃ الترک ولا بد ان یقید الترک
بکونہ بغیر عذر کما فی التحریر انتہی اور یہی اوسی رد المحتار میں ایک اور جگہ لکھا ہے فالاولی ما فی التحریر
ان ما واظب صلی اللہ علیہ وسلم علیہ مع ترک ما بلا عذر سنۃ وما لم یواظب علیہ مندوب ومستحب وان لم یفعلہ
بعد ما رغب فیہ اہ بحر انتہی اور اصل دوم یہ ہے کہ جس نماز تراویح کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پڑھنا ثابت ہو اوسکا غیر نماز تہجد ہونا ثابت نہیں ہے بخاری نے اپنی صحیح میں باب تحریض النبی صلعم
علی قیام اللیل والنوافل من غیر ایجاب میں اس حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم صلی ذات لیلۃ فی المسجد فصلی بصلوتہ ناس ثم صلی من القابلۃ فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلۃ الثالثۃ
او الرابعۃ فلم یخرج الیہم رسول اللہ صلعم فلما اصبح قال قد رایت الذی صنعتم ولم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی
خشیت ان یفرض علیکم وذلک فی رمضان ذکر کیا ہے عینی نے شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے
قولہ ان یفرض علیکم ای بان تفرض علیکم صلوۃ اللیل یدل علیہ روایۃ یونس ولکنی خشیت ان تفرض علیکم
صلوۃ اللیل فتعجزوا عنہا وکذا فی روایۃ ابی سلمۃ المذکورۃ قبیل صفۃ الصلوۃ خشیت ان تکتب علیکم صلوۃ اللیل انتہی
حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اس حدیث کی شرح میں پہلے لکھا کہ قد استشکل
الخطابی ہذہ الخشیۃ مع ما ثبت فی حدیث الاسراء انہ قال ہی خمس وہن خمسون لا یبدل القول لدی فاذا امن

من التثقيل لم يخف من الزيادة واجاب عنه الخطابي نفسه بان صلوة الليل كانت واجبة على النبي صلى الله عليه
وسلم وافعاله الشرعية تجب على الامة للاقتداء به لا من طريق انشاء فرض جديد زائد على الخمس اور یہ دوسرا جواب خطابی
سے نقل کرکے لکھا وقد تلقى هذين الجوابين عن الخطابي ابن الجوزي وجماعة وهو مبني على ان قيام الليل كان
واجبا عليه وعلى وجوب الاقتداء بافعاله وفي كل منهما نزاع اور پھر لکھا وفي فتح الباري ثلثة اجوبة اخرى احدها
ان يكون المخوف افتراض قيام الليل يعني جعل التهجد في المسجد جماعة شرطا في صحة التنفل بالليل اور پھر دو جواب اور لکھ کر
لکھا واقوى هذه الاجوبة الثلثة في نظري الاول انتهى پس کلام خطابی اور ابن جوزی وغیرہما اور ابن حجر سے واضح ہے
کہ یہ نماز نماز تہجد تھی اور **ابوداؤد** اور **ترمذی** اور نسائی وغیرہم نے ابی ذر سے روایت کیا ہے
قال صمنا مع رسول الله صلعم فلم يقم بنا شيئا من الشهر حتى بقي سبع فقام بنا حتى ذهب ثلث الليل فلما كانت السادسة
لم يقم بنا فلما كانت الخامسة قام بنا حتى ذهب شطر الليل فقلت يا رسول الله لو نفلتنا قيام هذه الليلة فقال ان الرجل
اذا صلى مع الامام حتى ينصرف حسب له قيام ليلة فلما كانت الرابعة لم يقم بنا حتى بقي ثلث الليل فلما كانت الثالثة
جمع اهله ونساءه والناس فقام بنا حتى خشينا ان يفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السحور اور **امام مالک**
نے **موطا** میں عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہے قال سمعت ابی يقول كنا ننصرف في رمضان
فنستعجل الخدم بالطعام مخافة الفجر اور یہی **امام مالک** نے **موطا** میں سائب بن یزید سے روایت
کیا ہے کہ قال امر عمر ابي بن كعب وتميما الداري ان يقوما للناس في رمضان باحدى عشرة ركعة وكان القاري
يقرأ بالمئين حتى كنا نعتمد على العصا من طول القيام فما كنا ننصرف الا في فروع الفجر یہ سب روایات دلالت کرتی
ہیں نماز تراویح کے تہجد ہونے پر اور **صحیحین** وغیرہما میں ابی سلمہ بن عبدالرحمان سے روایت ہے کہ پوچھا
ابو سلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے كيف كانت صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان
کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة اس حدیث
سے کہ بیان نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے ابن ہمام نے تراویح آنحضرت کا آٹھ رکعت ہونا
نکالا اور کسی نے فقہائے مخالفین میں سے اس کے جواب میں یہ نہیں کہا کہ یہ حدیث تہجد میں ہے
اور محل نزاع تراویح ہے اور **زیلعی** نے **شرح کنز** میں لکھا ہے والاصح انها صلوة الليل وفضل الا

فیہا آخرہ انتہی اور عینی نے شرح کنز میں لکھا ہے والمستحب تاخیرہا الی ثلث اللیل او نصفہ وبعد النصف قبل یکرہ رد

الاصح الا انما صلوۃ اللیل انتہی اور نہر الفائق میں مرقوم ہے اما المندوب فالی ثلث اللیل وبعد نصفہ ولم

فیہا بعدہ والاصح عدم الکراہۃ فیہا انما صلوۃ اللیل والافضل فیہا آخرہ انتہی اور شرح منیہ حلبی اور امداد الفتاح

اور حاشیہ مختار طحطاوی اور رد المحتار وغیرہا میں مذکور ہے لکنہا صلوۃ اللیل والافضل فیہا آخرہ

انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے فتح المنان فی تائید مذہب النعمان میں لکھا ہے

قد علم من ہذہ الاحادیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقم فی رمضان الا لیالی متعددہ واعتذر عن المواظبۃ

علیہا لخشیۃ ان یفرض ثم الصحیح انما کانت صلوۃ التی کان یصلیہا باللیل وہی احدی عشرۃ رکعۃ کما مر فی اول

باب صلوۃ اللیل من حدیث ابی سلمۃ انہ سال عائشۃ رضی اللہ عنہا کیف کانت صلوۃ رسول اللہ فی رمضان قالت

ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ انتہی اور ترجمہ مشکوۃ میں لکھا ہے وصحیح آنست کہ

آنچہ آنحضرت گذاردہ ہمان نماز تہجد وی بود کہ یازدہ رکعت ست انتہی بالجملہ فرق درمیان نماز تہجد اور نماز

تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اختراع محض ہے جس کی اصل اور سند کی اور سوائے تقریر مستند مفتی سعد اللہ

صاحب میں پایا نہیں گیا ہے اگرچہ شاہ ولی اللہ صاحب والد ماجد مقرر تقریر کے نے مصفی میں بہ بیان

ترجیح عدد بیست رکعت جو لکھا ہے وہ تیرہ کی طرف اوسکی خلاف کی عبارت مصفی کی یہ ہے

حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ بفراست خود دریافت کہ آنحضرت در قیام لیل در جمیع ایام ترغیب فرمودہ اند

در قیام رمضان ترغیب زیادہ نمودہ است ... دلیل این قیام اشرف قیامہای

دیگر قرار فرمود چون تنوع قیام متنوع ست ... یا یک رکعت زیادہ فرمودہ امام احمد بن

اسباب مخیر داشتہ است مکلف را در ادای احدی عشرۃ ثلث عشرین انتہی اور اصل سوم

یہ ہے کہ اگرچہ باعتبار لغت کے قیام اللیل عام ہے صلوۃ اللیل سے اور صلوۃ اللیل عام ہے

نماز تہجد سے لیکن عرف میں قیام اللیل اور صلوۃ اللیل نماز تہجد ہی کو کہتے ہیں عینی نے

شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے قال قطرب التہجد القیام وقال کراع التہجد صلوۃ اللیل انتہی

اور شامی نے رد المحتار میں حلبیہ سے نقل کیا ہے تحقیق ان صلوۃ اللیل المحثوث علیہا ہی التہجد انتہی

اور نماز تہجد نزدیک جمہور مشایخ حنفیہ کی مندوب ہے اور فرضیت اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے منسوخ نہین ہوئی اور یہی مسلک ہے بعض مالکیہ اور شافعیہ کا بہی فی **النہر الفائق** ما لمخصہ ان

من المندوبات قیام اللیل اور **نور الایضاح** مین مسطور ہے وندب صلوٰۃ اللیل انتہی اور

**امداد الفتاح** مین مذکور ہے واما صفتہا فقد قال فی شرح المنیۃ انما مستحبۃ وقلنا مثلہ کما سنذکرہ انتہی

اور **درمختار** مین مرقوم ہے ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منہ وصلوٰۃ اللیل انتہی اور **رد المحتار**

حاشیہ درمختار مین مذکور ہے ان ماذکرہ ان صلوٰۃ اللیل من المندوبات مشی علیہ فی **الحاوی القدسی**

اور **ابن ہمام** نے **فتح القدیر** مین لکہا ہے وماذکرہ ذلک القائل من حدیث رکعتی الفجر بنیۃ التہجد

دلیل علی خلاف مقصودہ لان التہجد مندوب کما یشہد کثیر من السنۃ بندب الامۃ الیہ وقدنا دی بسنۃ الفجر

واطلاق الجواب اعم من کونہ ان ینوی مجرد الصلوٰۃ او المندوبۃ وانما لم یقل انہ سنۃ لانہا والنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

علیہا والتہجد عند مشایخنا کان فرضا علیہ فمواظبتہ علی فرض انتہی اور بہی **فتح القدیر** مین دوسری جگہہ مسطور

ہے یعنی ان صفۃ صلوٰۃ اللیل فی حقنا السنیۃ والاستحباب تتوقف علی صفتہا فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کانت

فرضا فی حقہ فہی مندوبۃ فی حقنا لان الادلۃ القولیۃ فیہا انما تفید الندب والمواظبۃ الفعلیۃ لیست علی تطوع

لتکون سنۃ فی حقنا وان کانت تطوعا فسنۃ لنا وقد اختلف العلماء فی ذلک فذہب طائفۃ الی انہا فرض علیہ و علیہ

کلام الاصولیین من مشایخنا متمسکوا بقولہ تعالی قم اللیل الا قلیلا الآیۃ وقال طائفۃ تطوع اور **ابن الحاجب**

مالکی نے اپنے مختصر مین نماز تہجد کو اون افعال مین سے کہ مختص مین ساتہہ نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے شمار کیا ہے اور متابعت کی ہی ابن حاجب کی اوسکے شارح قاضی عضد نے شافعیہ مین سے

اور ایسا ہی کہا ہے **جلال الدین** سیوطی شافعی نے اتمام الدرایہ مین اور **بحر العلوم** نے

شرح مسلم مین معطوف کیا ہے نماز تہجد کو اور افعال مختصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس عبارت پر

وصلوٰۃ التہجد عند من یقول بافتراضہا علیہ صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اور روایت کیا ہے مسلم نے سعد بن ہشام

بن عامر سے روایت کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا مین نے انبئینی

عن قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت الست تقرء القرآن یا ایہا المزمل قلت بلی قالت فان اللہ عزوجل

افترض قیام اللیل فی اول ہذہ السورۃ فقام نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ حولا وامسک اللہ خاتمتہا اثنی عشر
شہرا فی السماء حتی انزل اللہ فی آخر ہذہ السورۃ التخفیف فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضۃ سو جواب اوسکا حنفیہ
کی طرف سے یہ ہے کہ مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تطوع ہونا قیام لیل کا نسبت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہے نہ بہ نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے چنانچہ روایت ابی داود مین صرف قیام
اصحاب ہی کا ذکر ہے اور روایت ابی داود یہ ہے قال قلت حدثنی عن قیام اللیل قالت الست تقرء یا ایہا
المزمل قال قلت بلی قالت فان ہذہ السورۃ نزلت فقام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتفخت اقدامہم
وحبس خاتمتہا فی السماء اثنی عشر شہرا ثم نزل آخرہا فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضۃ اور جو شامی نے فتح القدیر
سے نقل کیا ہے لکن صریح ما فی مسلم وغیرہ عن عائشۃ انہ کان فریضۃ ثم نسخ سو وہ حاصل عبارت فتح القدیر
کا بزعم شامی ہے فتح القدیر مین بعد حدیث مسلم کے جو اوپر مذکور ہوئی بدون لفظ لکن اور صریح کے مسطور ہے
ہذا یقتضی انہ نسخ وجوبہ عنہ انتہے اور مجد الدین فیروزابادی نے سفر السعادات مین
لکھا ہے بدانکہ علما را اختلاف ست کہ قیام لیل بر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرض بودہ یا سنت
ہر دو طائفہ را دلیل یکی ست وآن آیت تنزیل است ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک بعضی میگویند این آیت
صریح ست در عدم وجوب وبعضی می گویند فتہجد امر است صریح بہ قیام لیل وتہجد چنانکہ جای دیگر فرمود یا ایہا المزمل
قم اللیل ونافلۃ صریح زیادہ انتہے اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوٰۃ مین لکھا ہے وکلام دران
کہ نماز تہجد بر آنحضرت صلعم فرض بود یا برامت بعد ازان منسوخ شد مشہور ہست کہ از امت منسوخ شد
وبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی ماند تا آخر عمر وصحح ذلک فی موضعہ انتہے اور **اصل چہارم** یہ ہے
کہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو صحیحین وغیرہما مین مروی ہے اور یہی حدیث جابر سے جو
صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ مین مروی ہے ثابت ہے کہ نماز تراویح آنحضرت کی آٹھ رکعت تھی اور
اوسمین تراویح بیس رکعت کا پڑھنا آپ کا ثابت نہین ہے اور وہ جو روایت ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان مین بیس رکعت پڑھنا
آپکا آیا ہے سو وہ حدیث ضعیف ہے قابل احتجاج کے نہین ابو شیبہ کے ضعف پر اتفاق ہے
جیسا کہ فتح القدیر وغیرہ مین ہے بسط اور تفصیل امداد السنۃ مین ہے اور **اصل پنجم** یہ ہے کہ پڑھنا

بیس رکعت تراویح کا فعل حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے کہین کتب احادیث اور آثار مین
پایا نہین جاتا ہے چہ جائیکہ مواظبت انکی بیس رکعت تراویح پر پائی جاوے لہذا حافظ ابن حجر نے
تخریج ہدایہ مین مواظبت خلفاے راشدین بیس رکعت تراویح پر کلام کیا ہے اور قہستانی شرح
وقایۃ الروایۃ مین جو جامع مسلم کہا گیا ہے عبارت قہستانی کی یہ ہے وقول الہدایۃ الاصح انہا سنۃ ای نفس التراویح
فانہم قال الشیخ ابن حجر لم اجدہ ای المواظبۃ عن الخلفاء الراشدین فما فی الہدایۃ ایضا منظور فیہ انتہی امدادا
عبارت حموی مین جو واقع ہے وصلاہا عمر بعدہ عشرین ووافقہ الصحابۃ علی ذلک اوسکے حاصل معنے
اردو ترجمہ کے صفحہ ۹۴ مین یون لکھے گئے اور حکم پڑھنے کا کیا ہی حضرت عمر نے بعد آنحضرت کے
بیس رکعت کا اور موافقت اوسکی کی ہے صحابہ نے انتہی تاکہ لکھنا حموی کا محل کلام نہو اگر صلاہا مین
نسبت پڑھنے کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مجازا لیجائے تو لکھنا حموی کا بسند ہے
سند اسکی کتب احادیث اور آثار سے پائی جاتی ہے اور نسبت فعل طرف سبب آمر فعل کے جائز ہے اور واقع
جیسے کہ نسبت ذبح کے طرف فرعون کے آیت کریمہ یذبح ابناءہم مین یا نسبت بنانے مکان کے طرف
ہامان کے یا ہامان ابن لی صرحا مین حال آنکہ فرعون آپ ذبح نہین کرتا تھا بلکہ امر کرنے والا ذبح کا تھا اور ہامان
خود مکان نہین بناتا تھا بلکہ امر کرنیوالا بنانے مکان کا تھا اور **اصل ششم** یہ ہے کہ روایت اجماع صحابہ
سنت موکدہ ہونے تراویح پر محض بے اصل اور بے سند ہے ایک صحابی سے بھی سنت موکدہ ہونا تراویح کا منقول
نہین ہے اگر ایسا ہوتا تو روایت اسکی کتب احادیث و آثار مین ضرور پائی جاتی اور جس حال مین کہ اجماع
صحابہ سنت موکدہ ہونے نفس تراویح پر ثابت نہین ہوتا ہے تو سنت موکدہ ہونے بیس رکعت تراویح پر
کیونکر اجماع صحابہ ثابت ہوسکتا ہے اور اگر ایسا ہوتا تو بعض سلف زمان عمر بن عبد العزیز مین گیارہ رکعت کیونکر پڑھتے
اور امام احمد بن حنبل گیارہ اور تیئس مین کیونکر مخیر فرماتے اجماع صحابہ کا تو کیا ذکر ہے صحابہ کے بعد لوگون کا بھی
تراویح یا بیس رکعت تراویح کے سنت موکدہ ہونے پر اجماع نہین ہے یہان تک کہ حنفیہ مین بھی اختلاف ہے
اسکی سنت موکدہ اور مستحب ہونے مین جیسا کہ **تبیین** اور **مستخلص** اور **ینابیع** اور **خلاصۃ الفتاوے**
اور **فتاوی عالمگیریہ** اور **ماثبت بالسنۃ** وغیرہا مین مذکور ہے اور **اصل ہفتم** یہ ہے کہ تراویح

بیس رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا روایت اسد بن عمرو میں اور سنت ہونا بدون قید موکدہ کے
روایت حسن بن زیاد میں جو وارد ہی وہ لائق اعتماد نہیں ہے کئی وجہ سے **اول** یہ روایت روایت نوادر ہے
ظاہر الروایۃ نہیں اور عمل اوس مسئلہ پر کہ غیر ظاہر الروایۃ میں ہو مشروط ہے ساتھ نہ مخالف ہونے اصول
حنفیہ کے اور سنت موکدہ ہونا تراویح کا بر تقدیر فرض ہونے تہجد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مخالف
اصول حنفیہ سے ہے **فتاوی قاضی خان** میں مسطور ہے وان کانت المسئلۃ فی غیر ظاہر الروایۃ ان کانت
توافق اصول اصحابنا یعمل بہا انتہی **دوسری** یہ قول امام خارج ہے ظاہر الروایۃ سے اور جو قول
امام ایسا ہے اوس سے امام نے رجوع فرمایا ہے اور جس قول سے امام نے رجوع فرمایا ہو اوسکو
قول امام نہ کہنا چاہیئے اور اعتماد اوسپر نہ کرنا چاہیئے **بحر رائق** میں مذکور ہے ما خرج عن ظاہر
الروایۃ فہو مرجوع عنہ وان المرجوع عنہ لیس قولا لہ انتہی اور **توشیح** میں مسطور ہے ان ما رجع
عنہ لا یجوز الاخذ بہ انتہی **تیسری** جامع صغیر میں کہ کتب ظاہر الروایۃ میں سے ہے استحباب تراویح
مسطور ہے فی **المستخلص** شرح الکنز اعلم ان التراویح سنۃ وذکر فی الجامع الصغیر بلفظ الاستحباب اور
ظاہر الروایۃ کو ترجیح ہے غیر ظاہر الروایت پر **رد المحتار** میں مرقوم ہے فی باب العیدین من البحر
والظاہر ان الجامع الصغیر صنفہ محمد بعد الاصل فما فیہ ہو المعول علیہ **چوتھی** اسد بن عمرو اور حسن بن
زیاد راوی اسکے مجروح ہیں **تنزیہ الشریعۃ** میں مسطور ہے اسد بن عمرو ابو المنذر البجلی قاضی واسط
قال یحیی کذوب وقال ابن حبان کان یسوی الحدیث علی مذہب ابی حنیفۃ انتہی اور **شمس الدین** ذہبی نے
ذیل ترجمہ اسد بن عمرو **کتاب اسماء رجال مسند احمد** میں لکھا ہے قال البخاری ضعفہ ابن المدینی ضعیف تھے اور
**میزان الاعتدال** میں لکھا ہے قال یزید بن ہارون لا یحل الاخذ عنہ وقال یحیی کذوب لیس بشیء وقال البخاری ضعیف
وقال ابن حبان کان یسوی الحدیث علی مذہب ابی حنیفۃ انتہی اور بھی میزان الاعتدال میں لکھا ہے وضعفہ الفلاس
وقال النسائی لیس بالقوی وقال الدارقطنی لا یعتبر بہ انتہی اور بھی **تنزیہ الشریعۃ** میں مرقوم ہے
حسن بن زیاد اللولوی کذبہ ابن معین وابو داود وغیرہما انتہی اور **میزان الاعتدال** میں بیچ ترجمہ
حسن بن زیاد میں مذکور ہے روی احمد بن ابی مریم عن عباس الدوری عن یحیی بن معین کذاب وقال محمد بن

عبد الله بن نمير يكذب على ابن جريج وكذا كذبه ابو داود فقال كذاب غير ثقة وقال ابن المديني لا يكتب حديثه
وقال ابو حاتم ليس بثقة ولا مامون وقال الدارقطني ضعيف متروك وقال محمد بن حميد الرازي ما رأيت اسوء اعتقادا منه

**اصل ہشتم** یہ ہے کہ معیار مسائل متعلقہ اصول شرع میں نہ قول اکثر حق اور صواب وہ ہے جو موافق
اصول شرع کے ہو اور باطل اور خطا وہ ہی جو اصول شرع کے موافق نہیں بعض مسائل اس قسم کے ہیں
کہ ان میں قول اکثر مشائخ حنفیہ بجانب خطا ہی اور قول بعض محققین بجانب صواب چنانچہ بہت مشائخ حنفیہ
نے رفع سبابہ سے تشہد میں منع کیا ہے اور اسی پر فتوی لکھا ہے حالانکہ یہ جانب خطا ہی اور صواب
استحباب اوسکا ہی جیسا کہ قول محققین حنفیہ ہی فی شرح المنية للحلبي وعن كثير من المشائخ لا يشير اصلا وفي
الدر المختار ولا يشير بسبابته عند الشهادة وعليه الفتوى كما في الولوالجية والتجنيس وعمدة المفتي وعامة الفتاوى
وفي [illegible] وفي الخلاصة والغياثية وهو المختار وعليه الفتوى وكذا في الواقعات الحسامية والتاتارخانية وفي
المضمرات الفتوى على انه لا يشير وفي الكبرى وعليه الفتوى ونقل الشيخ سليمان بن عثمان في رسالة [illegible]
الاشارة عما تقدم وعن شرح المختصر والمنية والى المكارم ومختارات النوازل وخزانة المفتين والذخيرة والبزازية والكبرى و
غرر الاذكار شرح درر البحار ونقل عن الذخيرة انه قال وهو ظاهر الرواية وقال صاحب الكيداني انها حرام في [illegible] الاشارة بالمسبحة في التشهد عند
قوله لا اله الا الله حرام وفي السراجية يكره ان يشير بالسبابة عند الشهادة هو المختار وفي قنية المنية رفع السبابة اليمنى في التشهد عند التهليل
مكروه وفي المستصفى ويكره الاشارة وكرهها في خزانة المفتي **اصل نہم** یہ ہے کہ معنی علیکم بسنتی وسنة الخلفاء
الراشدین میں اقوال ہیں تفصیل اوسکی صفحہ ۱۵ امداد السنة میں مذکور ہے ایک قول ان میں سے یہاں
مسطور ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ علیکم اسم فعل ہی بالمعنی الزموا واعتمدوا علی الفعل کی ہے تو اتباع سنت
خود نہیں ہی بلکہ مقصود اوس سے استحباب ہو ورنہ اتباع طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ خلفائے
راشدین واجب ہو اور ترک اوسکا موجب عتاب نہ موجب صرف عتاب اور ایسا وقت مراد وجوب سے
استحباب اور استحسان ہوتا ہے **نہایہ جزری** میں مسطور ہے غسل الجمعة واجب علی کل مسلم ای مستحب
اور اس قول ابی حنیفہ میں کہ لو لم یبعث اللہ للناس رسولا لوجب علیہم معرفته بعقولهم مشائخ بخاری وجوب
کو بمعنی ینبغی کے لیتے ہیں تحریر میں مسطور ہے وینبغی فیجب حمل الوجوب فی قوله لوجب علیهم معرفته بعقولهم

علی ما ینبغی یا ینبغی خذوا کے ہے **مجمع البحار** مین مسطور ہے علیکم بهذا ای الزموه وهو اسم

فعل یقال علیک زیدا او بزید استہے اور اس تقدیر پر امر واسطے ندب اور استحباب کے ہے نہ واسطے

وجوب کے **مسلم** مین اور اوسکے شرح مین جو بحر العلوم کے ہے مذکور ہے اقتدوا بالذین من بعدی

ابی بکر و عمر رواه احمد و علیکم بسنتی الحدیث و سنۃ الخلفاء الراشدین قلنا هو خطاب للمقلدین فلا یکون حجة

علی المجتہدین و بیان لاهلیة الاتباع لا حصر الاتباع و علی هذا فالامر للاباحة او للندب واحد من التاویلین ضروری

لان المجتہدین کانوا یخالفونهم والمقلدون کانوا یقلدون غیرهم انتہے اور سنت کے معنی اس حدیث مین بطریق

کے ہین اور دونون جگہہ یعنی سنتی اور سنۃ خلفاء الراشدین مین ایک ہی معنی مراد ہین پس جو شبہات

کہ مولوی عبد الرحمان صاحب نے صفحہ ۷۵ مین اس حدیث کے معنی پر کئے ہین سب نافہمی مطلب سے

ناشی ہین اور اہتمام سے کسی چیز کے وصیت مین تجاوز اوس چیز کے حال سے لازم نہین ہے تاکہ

مستحب بسبب وقوع کے وصیت مین سنت موکدہ ہو جاوے اور امر تمسکوا اور عضوا مین واسطے

ندب کے ہے اور اگر نزدیک مولوی عبد الرحمان صاحب کے یہ امر واسطے وجوب کے ہے تو سنت

خلفای راشدین کو واجب کہنا چاہئے نہ سنت موکدہ اور جو مولوی عبد الرحمان صاحب نے ص ۷۶ مین

مین لکھا ہے تو یہ تراویح بقول آپکے نہ اصل ٹہری مستحب کیونکر ہو گی انتہے جواب اسکا یہ ہے

کہ تراویح مستحب ہوگی بموجب احادیث قولیہ کے مانند تہجد کے اور بیس رکعت تراویح مستحب ہونگے بموجب

اقرار اور اجازت حضرت عمر رض اور اور صحابہ کے اور جو اسی صفحہ مین یہی لکہا ہے کہ ہر طریقہ کیواسطے

فرض و واجب و سنت و مستحب علحدہ علحدہ ہونگے انتہی جواب اوسکا یہ ہے کہ ہر طریقہ کے واسطے

چار قسم ہونا کیا ضرور ہے اور اگر دونون طریقون مین چارون قسم پائی جائین تو اسمین کیا محذور ہے

اور جو اسی صفحہ مین بہی لکہا ہے طریقہ خلفاے راشدین عین طریقہ آنحضرت صلعم ہے اور

خلفاے راشدین پیرو ہین انتہے کچہہ مضر خصم اور مفید مولوی عبد الرحمان صاحب کے نہین ہے

کہ اس سے سنت موکدہ ہونا ثابت نہین ہوتا ہے اور جو اسی صفحہ مین بہی لکہا ہے یہان پر اعادہ

معرفہ کا مثل فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا کے طور پر اعادہ معرفہ کا اس مقام پر نہین ہے انتہے

سو ان اقوال مین کہ اعادہ معرفہ مسطور ہے وہ بطور الزام مذکور ہے اور جبکہ اعادہ معرفہ مسلم ہے تو مثل فان مع
العسر یسرا ان مع العسر یسرا اونما اعادہ معرفہ کا کیا ضرر ہے مولوی عبدالاحد صاحب توضیح
استفتا والتراویح مین ہونا ثانیہ کا عین اوسکے مطلق اعادہ معرفہ مین لکھتے ہین اور جو اسی صفحہ مین لکھا
اشعۃ اللمعات سے لکھا گیا ہے کہ سنت خلفای راشدین در اصل سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے
انتہی سو یہ امر سنت خلفا ہین کہ دخل قیاس اور رای سے خارج ہے مسلم ہے لیکن اوسپر بہی
اطلاق سنت بمعنی حدیث آنحضرت ہونیکا بدون ثبوت کے کیسے کرینگے اور اور سنت خلفا مین عموما یہ قول صحیح جاری
ہے کہ سنت خلفا قیاسی ہو اور حدیث مین آیا ہو اولا یہ ہے کہ شاید ذہن ہی سے یہ حدیث متفق علیہ
یزید بن ثابت کے جاتی ہی ہو یہ از قبیل معنی القول فی بطن القائل ہے کیونکہ حصول اسکا معلوم نہین ہے
اور جو اسی صفحہ مین بہی لکھا ہے ثانیا یہ ہے کہ حضرت مولف رسالہ کو قواعد اصول فقہ کی خبر نہین ہے الخ
سو یہ تحریر مولوی عبدالرحمان صاحب کی موافق اونکے مبلغ علم کی ہے نہایت تحصیل اصول مین نورالانوار
ہے نہ سمجہے اوسکو ہر جگہہ سے دوڑتے ہین وہ جو حضرت نے نورالانوار سے نقل کیا ہے مذہب فخر الاسلام
ہے اور مذہب جمہور اصولیین اور عامہ مشائخ حنفیہ اور اہل عربیت اسکے خلاف یہ ہے کہ لام تعریف وقت
مستقیم نہونے عہد کے محمول ہوتا ہی استغراق پر نہ جنس پر اسلیئے کہ عہد اور استغراق حقیقت ہے اور
جنس مجاز اور جب تک حمل حقیقت پر ممکن ہو مجاز پر جائز نہین اگر مولوی عبدالرحمان صاحب نقل عبارت
نورالانوار مین حذف اور تصرف نفرماتے عبارت نورالانوار ہی سے جو راقم نے لکھا کھل جاتا اور عبارت
نورالانوار سے جو مولوی عبدالرحمان صاحب نے نقل فرمائے سے پہلے مسطور ہے اور اذا دخل اللام
المعرفۃ فی صورۃ لا یستقیم التعریف العہدی اوجبت العموم سواء کان العموم للجنس کما ذہب الیہ فخر الاسلام
وتابعوہ او الاستغراق کما ذہب الیہ اہل العربیۃ وجمہور الاصولیین اور بعد اسکے مرقوم ہے فان لم یستقم العہد
بان لم تکن ثمہ افراد معہودۃ او لم یجر ذکرہ فیما سبق حمل علی الجنس لکل الاولی او حمل علی حسب مایلیق بہ المقام
او علی الاستغراق فیستوعب الکل یقینا اور حاشیہ نورالانوار مطبوعہ پر جو کشف بزدوی سے مسطور ہے
اوسکو بہی اگر مولوی عبدالرحمان صاحب ملاحظہ فرما لیتے تو مرتکب زبان درازی خصم پر نہوتے عبارت

کشف کی یہ ہے ذہب جمہور الاصولیین وعامۃ مشایخنا وعامۃ اہل اللغۃ الی ان موجبہ العموم والاستغراق **توضیح** مین مسطور ہے ان ما قالوا انہ یحمل علی الجنس مجازا مفید بصورۃ لا یمکن حملہ علی العہد والاستغراق حتی لو امکن یحمل علیہ اور **تلویح** مین مسطور ہے لا شک ان حمل الجمع علی الجنس مجاز وعلی العہد او الاستغراق حقیقۃ والمساغ للمجاز الا عند تعذر الاصل انتہی اور **تحریر الاصول** مین مرقوم ہے وان امکن کل منہا قیل الجنس للتیقن وقیل الاستغراق للاکثریۃ خصوصا فی استعمال الشارع وقرران الجمع المحلی للعہد والاستغراق حقیقۃ وللجنس مجاز وانہ خلف لا یصار الیہ الا لتعذرہما انتہی **تقریر** شرح تحریر مین قیل الاستغراق کی شرح مین مسطور ہے وقائلہ عامۃ مشایخنا وغیرہم انتہی

**اصل دہم** یہ ہے کہ اتبعوا السواد الاعظم مین مراد سواد اعظم سے یا جملہ صحابہ کرام ہین یا ساری مجتہدین عظام یا سب اہل سنت وجماعت پس مراد یہ ہے کہ جس مسئلہ مین جملہ صحابہ کرام ایکطرف ہون اور غیر صحابہ ایکطرف اتباع صحابہ کرام لازم ہے یا جس مسئلہ مین ساری مجتہدین عظام ایک طرف ہون اور غیر اہل سنت ایک طرف اوس مسئلہ مین اتباع اہل سنت لازم ہی اسی جگہ سے ہی کہ سفیان ثوری سے لما لو ان فقیہا علی راس جبل لکان ہو الجماعۃ **ابو شامہ** نے **کتاب البدع والحوادث** مین لکھا ہے حیث جاء الامر بلزوم الجماعۃ المراد بہ لزوم الحق واتباعہ وان کان المتمسک بہ قلیلا والمخالف بہ کثیرا لان الحق ما کان علیہ الجماعۃ الاولی وہم الصحابۃ ولا عبرۃ الی کثرۃ اہل الباطل بعدہم انتہی بالجملہ سواد اعظم مقابل غیر صحابہ کرام یا غیر مجتہدین عظام یا اہل بدعت ہی اور معیار حق وباطل ہونا سواد اعظم کا ساتھ اسی معنی کے ہے ورنہ مانعین زکوۃ بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر تھے بہ نسبت غیر مانعین کی اور قائلین امامت حضرت معاویہ اور امامت یزید زمان بنی امیہ مین اکثر تھی بہ نسبت غیر قائلین کے **تقریر** شرح تحریر مین مذکور ہے وقد ارتد اکثر الناس بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومنعوا الصدقۃ وکان المتحدون الاقل وہم الصحابۃ وکان اکثر الناس فی زمن بنی امیۃ علی القول بامامۃ معاویۃ ویزید انتہی اور **مسلم** مین مسطور ہے وقد ارتد اکثر الناس بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان الاکثر فی زمان بنی امیۃ علی امامۃ معاویۃ وعلی امامۃ یزید انتہی اب اصول عشرہ تمام ہو چکے بیان سے بالتفصیل رد اقوال مولوی

**قولہ** شروع سے جو ہوئے ہین صادر اون سے توضیح سنۃ الہدی مین عبد الرحمان صاحب کا جو
صفحہ ۶ فی قولہ الی تہجد تھی کی نماز حضرت تراویح نماز کہ ہین لکھے پر کہین کو تراویح نماز جو حضرت ۔۔
اور نزدیک امام ابی حنیفہ کے مکروہ ہے **اقول** ۔ کچھ تعارض اقوال راقم مین نہین ہے زعم تعارض
ناشی نافہمی مطلب نور الہدی او امداد السنۃ سے ہے آٹھ رکعت کا مسنون ہونا موافق تحقیق
ابن ہمام کے لکھا گیا ہی نہ بطور جمہور حنفیہ اور جمہور حنفیہ کے طور پر تو آٹھ رکعت کا بھی سنت موکدہ ہونا
نہین درست آتا ہے اور بیس رکعت مین سے آٹھ رکعت کا مسنون ہونا اور زیادہ کا مستحب ہونا اوس
تقدیر پر مراد ہے کہ بیس رکعت پڑہنے والا آٹھ رکعت کو بہ نیت سنت اور زیادہ کو بہ نیت استحباب پڑہے
اور بدون نیت اس تفصیل کے بیسون مستحب ہین اور سنت عمری اور فعل خلفا ہونا توجیہ کلام
ناقلین اختلاف نیت در استحباب مین موافق زعم ناقلین مذکورین بہ نسبت نفس تراویح لکھا گیا ہے نہ بہ
نسبت بیس رکعت تراویح اور بطور تحقیق بیس رکعت کے فعل خلفا ہونیکا انکار کیا گیا ہے اور بیس
رکعت کا آنحضرت ؐ سے ثابت ہونا نہین لکھا گیا ہے بلکہ ثابت ہونا پڑہنے آنحضرت کا بیس رکعت
کو لکھا گیا ہے غشا ان بنہیا اور بالفرض اگر بیس رکعت کا ثابت ہونا آنحضرت ؐ سے ہی لکھا جاتا تو ظاہر
اوس سے ثبوت صریح ہوتا اور حمل فعل حضرت عمر اسپر کہ اونکے پاس کچھ اصل اونسکا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگی مفید ثبوت صریح نہین ہے پس کیونکر یہ حمل مخالف اوس تحریر کے
ہوتا اور نور الہدی مین چہتیس رکعت پڑہنے اور پڑہانے والیکا رافضی اور مبتدع اور جاہل اور کافر ہونا
لکھا گیا ہے نہ جائز بلا کراہت ہونا چہتیس رکعت پڑہنے اور پڑہانے کا موافق مذہب حنفی لکھا گیا
اسلیئے کہ جماعت سے پڑہنا چہتیس رکعت کا صرف مذہب حنفی مین مکروہ ہے نہ مذہب مالکی اور
شافعی مین اور یہ دونون مذہب بھی مذاہب اہل سنت مین سے ہین نہ مذاہب روافض اور اہل بدعت
اور جہال اور کفار مین سے اور پڑہنا بیس رکعت کا بجماعت اور سولہ کا بدون جماعت کی خود حنفیہ کے نزدیک
بھی مستحب ہے **قولہ** صـ تراویح سنت موکدہ بیس رکعت ہے اور یہی اصح ہی اور اسی پر عمل
الناس زمانہ حضرت عمرؓ سے باجماع صحابہ استقرار پایا ہے آٹھ رکعت اور چہتیس رکعت جو اول مین پڑہی

گئی تھین متروک ہو گئین اس استقرار کے بعد دوسرا عمل جاری نہین ہوا **اقول** اجماع صحابہ جواز بیس رکعت
پر سنت موکدہ ہونے بیس رکعت پر مسلم ہے لیکن متروک اور ناجائز ہونے اٹھ رکعت یا چھتیس رکعت پر
اجماع صحابہ ممنوع ہے اگر ایسا ہوتا تو جیسے امر فرمانا حضرت عمرؓ کا ابی بن کعب اور سلیمان بن ابی حثمہ اور تمیم داری
کو ساتھ پڑھانے گیارہ رکعت کے منقول ہے اور پڑھا جانا گیارہ اور تیرہ رکعت کا زمانہ خلافت حضرت عمرؓ
روایات ثابتہ مین پڑھنے مروی ہے متروک ہو جاتا اٹھ یا گیارہ یا تیرہ یا چھتیس رکعت کا اور انکار
صحابہ مین اوس پر منقول اور مروی ہوتا اور امام مالک چھتیس رکعت تراویح کے نہ قائل ہوتے اور گیارہ
رکعت کو اپنے نفس کے واسطے اختیار نکرتے اور امام احمد بن حنبل درمیان گیارہ اور بیس کے مخیر نفرماتے
اور بعض سلف عمر بن عبد العزیز گیارہ رکعت نہ پڑھتے **قولہ** ص در مختار مین لکھا ہے او صاحب
رد المحتار اوسکو یون لکھتا ہے الخ **اقول** یہ کہنا کہ در مختار مین لکھا ہے او صاحب رد المحتار اوسکو
یون لکھتا ہے مشعر کمال الغفلت او زعم بعجوبانہ ہے اول در مختار کی عبارت عربی ہے اور یہ عبارت
اردو دوسرے رد المحتار اوسکا حاشیہ ہے در مختار اوس سے بہت پہلے ہے رد المحتار کا در مختار
مین ذکر آنا کیونکر ہو سکتا ہے اعتراض ابن ہمام تصحیح ہدایہ پر مقتضای اصول حنفیہ ہے اور روایت
سنت موکدہ کی امام سے لائق اعتبار کے نہین ہے چنانچہ تفصیل اسکے اصل ہفتم مین گذر چکی ہے
اور دعوی اجماع سنت موکدہ ہونے بیس رکعت تراویح پر باطل ہے اسلیئے کہ روایت اجماع کی اصل
سے اور مواظبت خلفای راشدین بیس رکعت پر ثابت نہین ہے جیسا کہ اصل پنجم مین معلوم ہوا اور نہ کوئی
کام صرف مواظبت خلفای راشدین سے سنت موکدہ ہوتا ہے جیسا کہ اصل اول مین معلوم ہوا اور
امر آنحضرت سنت خلفای راشدین علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین مین استحبابی ہے وجوبی نہین جیسا
کہ اصل نہم مین معلوم ہوا اور جسنے تراویح کو سنت کہا ہے اور اوسکے ترک کو مکروہ اگر مراد اوسکے
تراویح سے اصل تراویح ہے نہ بیس رکعت تراویح تو قول اوسکا اوس تقدیر پر کہ فرضیت تہجد کی آنحضرت
صلعم سے منسوخ ٹھہرائی جائے صحیح ہے اور اگر مراد اوسکی تراویح سے بیس رکعت تراویح ہی تو قول
اوسکا مانند قول اور قائلین سنت موکدہ ہونے بیس رکعت کے محل نظر ہے اور جواز بیس رکعت کا تراویح

مین اوس محل پاس امام مشرق او مغرب مین محل نزاع نہیں ہے محل نزاع سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ہی
کوئی مستحب رواج عام سے سنت موکدہ نہیں ہو جاتا ہے اور سنت موکدہ کہنے بیس رکعت تراویح کو
قول جمہور قرار دینا غلط ہے مسلم خصم نہیں ہے اور جواب بمقتضائی دلیل کا جو صاحب رد المحتار نے لکھا ہے
مولوی عبد الرحمان صاحب پیش کرتے اگر حال اوسکے صحت و سقم کا معلوم ہو جاتی **قولہ** صـ اور عشرات
نہیں کہا ہی الخ **اقول** روایت زیادہ مین تراویح کا سنت ہونا ہے نہ بیس رکعت تراویح کا اور
دلیل سنت موکدہ ہونے کی مفید سنت موکدہ ہونیکی نہیں ہے اسلیئے کہ اجماع امت کسی فعل کے
جواز اور مراعات پر اور نہ انکار کرنے اہل قبلہ سے سوائے موافقت کے اوس فعل پر سنت موکدہ ہونا
اوس فعل کا لازم نہیں آتا ہے اور روایت [illegible] حجتہ مین بھی سنت موکدہ ہونا تراویح کا مسطور ہے
نہ بیس رکعت تراویح کا اور ایک صحابی سے بھی سنت موکدہ کہنا تراویح کا ثابت نہیں ہوتا ہے چہ جائے
کہ سنت موکدہ ہونے تراویح پر اجماع صحابہ ہو اور عمل امت کچھ مفید سنت موکدہ ہونیکا نہیں ہے
اور روایت ابی عبد اللہ مین بھی سنت موکدہ ہونا تراویح کا نہ بیس رکعت کا مرقوم ہے اور بر قول [illegible]
تہجد اوسمیں نزاع نہیں ہے نزاع بیس رکعت کے سنت موکدہ ہونے میں ہے اور روایت کافی
مین لفظ اسن کا محتمل سنت غیر موکدہ ہے **قولہ** صـ اسی بنا پر حنفی مذہب والے الخ **اقول** آ
بنا پر حنفی مذہب والے کسی روایت مین اون روایتوں پر ہے جو مولوی عبد الرحمان صاحب نے لکھی مین
بیس رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا مذکور نہیں ہے اور کلام صاحب رد المحتار کو اس قسم [illegible] کہ اونسے
ذکر کرنا جواب قول ابن ہمام کا کہا ہے اگر محل سنت موکدہ ہونے میں رکعت پر کرتا ہے تو بر تقدیر صحت
اس حمل کے قول صاحب رد المختار ہم پر حجت نہیں ہے حجت اوسپر ہے جو ہر باب مین دعوی اتباع
رای صاحب رد المحتار ہو و نحن لا نقول بہا اور حال اجماع صحابہ اصل ششم مین اور حال مواظبت خلفائے
راشدین اصل پنجم اور اصل اول مین معلوم ہو چکا ہے اور حنفیہ اور شافعیہ کے بیس رکعت پڑھنے
سے سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا لازم نہیں آتا ہے بنا بیس رکعت کا استحباب ہی ہو سکتا ہے
بہر حال بیس رکعت کی سنت موکدہ نہ جانتی اور انکار دعوی اجماع کی اصل ہی کو سے سنی حنفی المذہب

مذہب سنت ہونا ثابت نہین ہوسکتا ہے جہانتک تتبع اور بحثال اور غیر مقبول الشہادۃ ہوا اور روایت فتاوی
ثابت ہوا ہو منکر سنیۃ تراویح تتبع اور بحثال اور غیر مقبول الشہادۃ لکہا ہے سو وہ مضر ہمکو نہین ہے
وجہ سے اول لکہنا اوسکا بنسبت منکر سنیۃ ہے نہ بنسبت منکر سنیۃ موکدہ ہونے کے دوسرے
لکہنا اوسکا بنسبت منکر سنیۃ نفس تراویح ہے نہ بنسبت منکر سنیۃ بیس رکعت تراویح کے **قولہ** ص۹
اور جو شخص اسکو سنت عمری کہتا ہے بنسبت اوسکے طحطاوی مین یہ لکہا ہے الخ **اقول** بزازیہ
مین سنت عمری کہنیوالیکا جو کفر بسبب استخفاف کے مرقوم تہا طحطاوی نے اوسکا رد حموی سے
سے نقل کیا ہے چنانچہ کہا ہے حموی نے کہ اسمین نظر ہے اسلیے کہ کتب متداولہ مین مسطور ہے
کہ تراویح سنت عمری ہے اور وہ سے استخفاف کا جرم مین ہے **قولہ** صنا اور اسی بیس رکعت
پر استقرار ہوا ہے اٹھ اور چھتیس رکعت پڑہنے بعد استقرار کے کسی نے روایت نہین کی **اقول**
مراد استقرار سے بیس رکعت پر اگر جائز ٹھیرانا بیس رکعت کا ہے تو وہ منافی سنیت آٹھ رکعت کی
نہین ہے اور اگر جائز ٹھیرانا سواے بیس رکعت کا ہے تو دعوی استقرار باطل و نیز اصل ہے
امام مالک کے نزدیک تراویح کے چھتیس رکعت ہین اور امام احمد کے نزدیک مخیر ہے درمیان بیس اور
گیارہ کے اور عہد عمر بن العزیز مین بعض سلف گیارہ رکعت پڑہتے تھے اور زمان خلافت حضرت عمر
مین جیسا امر حضرت عمر بیس رکعت پڑہے جاتے تہین ویسے ہی گیارہ رکعت بھی پڑہی جاتی تہین ایسا
استقرار کسی عہد مین باسناد صحیح پایا نہین جاتا ہے **قولہ** صنا ضعف راوی سے اصل حدیث قابل
حجت کے نہین ہوتی لیکن قابل عمل کے ہوتی ہے **اقول** اول محل نزاع عمل نہین ہے
بلکہ ثابت ہونا سنیۃ بیس رکعت تراویح کا ہے اس بنا سے کہ بیس رکعت تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے پڑہی ہین **دوسری** قابل عمل ہونا حدیث ضعیف کا بھی متفق علیہ علما نہین ہے جیسا
کہ تدریب سیوطی سے ظاہر ہے **تیسری** عمل حدیث ضعیف پر مشروط ہے ساتھ تین شرطون
کے پہلی شرط یہ ہے کہ ضعف اوس حدیث کا شدید نہو اور شدت ضعف خالی نہو باجملہ طرق اوس حدیث
سے متفرد اوسکا کذب یا متہم بالکذب سے اور دوسرے شرط داخل ہونا اوس عمل کا ہے تحت مین

بعمل عام سے اور تیسری شرط اعتقاد نکیا جانا سنیت اس عمل کا ہے ساتھ اس حدیث کے سو شرط

اول مفقود ہے یا یقینی مفقود ہے اسلیے کہ کوئی طریق اس حدیث کے طرق میں سے عثمان

بن ابراہیم راوی مکذب سے خالی نہیں ہے اور فقدان شرط ثالث بھی اس جہت سے ہے

کہ لوگ بموجب اس حدیث کے بیس رکعت کو سنت جانکے پڑھتے ہیں درمختار میں [illegible]

شرط العمل بالحدیث الضعیف عدم شدة ضعفه وان یدخل تحت اصل عام وان لا یعتقد سنیة ذلک الحدیث

اور طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں لکھا ہے شدید الضعف ہو الذی لا یخلو طریق من طرقه

عن کذاب او متہم بالکذب **قوله** ص [illegible] اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام نے بر اتفاق

معمول اپنا فرمایا **اقول** حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے بیس رکعت تراویح کو

معمول اپنا فرمانا کسی روایت صحیحہ سے ثابت نہیں ہے اور اتفاق سے صحابہ کے جواز بیس رکعت پر

سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت نہیں ہوا ہے **قوله** ص [illegible] اس عبارت فتح القدیر پر غور

فرمائی کہ اس سے ثبوت [illegible] بیس رکعت تراویح سنت [illegible] کا بسبب خلفائے محمد صلعم اور ترک ہونا

آٹھ رکعت جو پہلے [illegible] **اقول** اس عبارت فتح القدیر میں سنت ہونا

بیس رکعت کا بسبب مواظبت خلفا کے [illegible] کہاں ذکر ہے ہاں [illegible] استقرار بیس رکعت پر اور یہ

بیہقی سے منقول ہے سو [illegible] عبارت خلاصہ نووی [illegible] کے ضعف کے طرف اشارہ کیا ہے

چنانچہ نووی نے خلاصہ میں قول بیہقی کو بصیغہ تمریض بیان کیا ہے اور کیونکر قول بیہقی ضعیف

نہوگا اسناد معتبر سے استقرار بیس رکعت پر ساتھ متروک ہو جانے اور اعداد کے ہرگز ثابت نہیں ہوتا

اور جبکہ صاحب فتح القدیر نے آٹھ رکعت کا مسنون ہونا اور بارہ رکعت کا مستحب ہونا موافق مقتضائے

دلیل اور مطابق اصول حنفیہ بیان کیا تو اس سے خود ثابت ہوگیا کہ بطور ادائے سنت موکدہ آٹھ رکعت

پڑھنا اور بطور ادائے مستحب بیس رکعت پڑھنا حنفی المذہب کو جائز ہے اور جواب مقتضائے دلیل کا

باصواب ہونا صرف لکھ دینے صاحب ردالمحتار سے نہیں ہوتا ہے اور حدیث سننت لکم سے سنت

موکدہ ہونا قیام رمضان کا ثابت نہیں ہوتا ہے اور بمقابلہ فرض جیسے سنت موکدہ آتی ہے سنت

غیر مؤکدہ بھی آتی ہے کیونکہ حدیث ابی ہریرہ کان رسول اللہ صلعم یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یامرہم
فیہ بعزیمۃ سے جو صحیح مسلم میں ہے سنت غیر مؤکدہ ہونا قیام کا سمجھا جاتا ہے اسلیے کہ ابوہریرہ کہتے
ہیں کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رغبت دلاتے قیام رمضان میں بدون اسکے کہ حکم
فرماتے آپ لوگوں کو اسمیں ساتھ عزیمت کے اور مولوی عبدالحی صاحب نے نورالانوار اور منار
اور اسکے متن میں لکہا ہوگا کہ سنت مؤکدہ منجملہ اقسام عزیمت ہے اور بالفرض اگر سنت مؤکدہ ہونا قیام
رمضان کا بموجب حدیث مذکور کے فرض کیا جاوے تو بیس رکعت تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا جو
محل نزاع ہے کہاں اس حدیث سے ثابت نہیں ہوسکتا ہے **قولہ** صـ١١ اور حضرت مؤلف کیوں
نہ اسکو غیر مؤکدہ و نفل کہیں کہ انکو اس قاعدہ کی خبر نہیں ہے فی ردالمحتار میں کل ما فاتہ سنۃ فان
کل صلوۃ لم یطلب بعینہا انما فعلت سنۃ بخلاف ما طلب بعینہا کصلوۃ اللیل والضحی مثلا الخ **اقول**
مؤلف بیچارہ تو اس قاعدہ سے بیشک زعم میں بیخبر تھا لیکن آپ اس قاعدہ سے باخبر ہوکر کیوں
اس سے بیخبر ہوگئے کہ تراویح کے لیے سنت ہونے سے جیسے صلوۃ اللیل اور صلوۃ ضحی کا
ہو آپ کا دعوی ثابت نہیں ہوتا ہے جب تک کہ بیس رکعت تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت نہووے مؤلف
تو خود قائل اسکا ہے کہ حکم تراویح حکم صلوۃ اللیل ہے اگر صلوۃ اللیل سنت مؤکدہ ہے تو
تراویح بہی سنت مؤکدہ ہے اور اگر صلوۃ اللیل سنت غیر مؤکدہ ہے تو تراویح بہی سنت غیر
مؤکدہ ہے باقی بیس رکعت کا سنت مؤکدہ ہونا اس طور سے ثابت نہیں ہوتا ہے اور اختلاف
فرضیت اور عدم فرضیت تہجد میں منافی اسکی نہیں ہے کہ جمہور کے نزدیک فرضیت تہجد سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تمام ہونا صلوۃ اللیل اور قیام لیل کا تہجد سے باعتبار معنی
لغوی کے ہے ورنہ عرف میں متبادر صلوۃ اللیل اور قیام اللیل سے تہجد ہی ہے **قولہ**
صـ١٢ حضرت مؤلف کے تحقیق میں بہ نسبت تراویح کے فعل خلفائے ثلثہ مستحب یعنی
سنت غیر مؤکدہ ہے الخ **اقول** [illegible] معلوم ہوچکا ہے اور جب
اس بات اور ثابت ہونا ترک نفس تراویح کا بھی مختلف فیہ ہے درمیان حنفیہ کے سید شریف جرجانی

نے شرح خلاصہ کیدانی میں لکھا ہے وفی المضمرات یوتر کما قیل یاثم اثما یسیرا قلیل الاثم انتہی **قوله**
ص۱۰ حضرت عمر کے پاس بسند پہنچنے بیس رکعت نماز تراویح سنت کے کیا اصل تھی **اقول** اس
کچھ معلوم نہیں کہ کیا اصل تھی گمان غالب یہ ہے کہ تعیین عدد رکعات اس قبیل سے نہیں ہے کہ اوس میں
اوپر نقل ہوا حضرت عمر کے پاس شاید اسکے لیے کوئی سند قول یا تقریر آنحضرت سے ہوگی کہ تہجد
رمضان میں بیس رکعت باجماعت پڑھا جا سکتا ہے اور جب کہ تراویح تہجد رمضان تھی پس مواظبت نماز تہجد
پر مستلزم ہے مواظبت کو تراویح پر اور علی ہذا القیاس مواظبت حکمیہ ہے — اٹھ رکعت نماز تہجد پر
مستلزم ہے مواظبت حکمیہ کو اٹھ رکعت تراویح پر **قوله** ص۱۰ مذہب حنفیہ میں نفس تراویح علی الاعیان
یعنی ہر مرد پر سنت موکدہ ہے **اقول** ان حنفیہ کی نزدیک نماز تہجد سنت موکدہ ہی اور انکے
نزدیک نفس تراویح اٹھ رکعت تراویح بھی سنت موکدہ ہی اور جن حنفیہ کے نزدیک نماز تہجد سنت
غیر موکدہ ہے اونکے نزدیک نفس تراویح بھی سنت غیر موکدہ ہے **قوله** ص۱۰ اور یہ کہنا
کہ نماز تراویح باجماعت سنت علی الاعیان ہے کہ اوس پر اعتراض فرماتے ہیں الخ **اقول**
مطلب فہمی جناب والا معلوم شد یہ اعتراض جماعت کی سنت علی الاعیان کہنے والون پر نہیں ہے
بلکہ رد ہے اوپر جو بیس رکعت تراویح پر مواظبت حکمیہ آنحضرت کے بسبب عذر ترک کے بیان
کرکے بیس رکعت کو سنت موکدہ کہتے ہیں اس تقریر سے کہ آنحضرت نے عذر ترک مواظبت
نفس تراویح سے نہیں فرمایا ہے بلکہ ترک مواظبت جماعت تراویح سے عذر فرمایا ہے پس مواظبت
حکمیہ جماعت تراویح کی متحقق ہے نہ بیس رکعت تراویح کے کیونکہ بنا بیس رکعت کا آنحضرت
سے ثابت نہیں ہوا ہے پس جبکہ جماعت نماز تراویح سنت موکدہ علی الاعیان ہوئے کہ جسپر
مواظبت حکمیہ متحقق ہے تو بیس رکعت کہ جسپر مواظبت اصلا متحقق نہیں ہوئی کیونکر سنت موکدہ
علی الاعیان ہوسکتی ہیں اور عذر فرمانے آنحضرت سے بہ نسبت ترک نفس تراویح کے سنت
موکدہ ہونا نفس تراویح کا کیونکر لازم آتا ہے اور بسبب تسلیم مواظبت حکمیہ نماز تراویح طرف ترجمہ
کی افترائی اور اس حسن ظن سے کہ بیس رکعت کی کوئی سند قول یا تقریر آنحضرت سے ہوگی

کے پاس ہو کی مواظبت حکمیہ آنحضرت بیس رکعت پر ثابت نہین ہو سکتی ہے **قولہ** صـ۱۸ جماعت نماز تراویح کی سنت موکدہ علی الاعیان کسی نے نہین لکھا ہے **اقول** عبارت کنز سے جماعت نماز تراویح کا سنت الاعیان ہونا ظاہر ہے اور یہی قول مرغینانی کا ہے **نہر الفائق** مین مسطور ہے وہو ظاہر فی انہا علی الاعیان وہو قول المرغینانی انتہی **قولہ** صـ۱۹ ہو امام نووی نے جو مستحب لکھا ہے اوس مستحب سے مراد یہ ہے کہ جمع ہونا آدمیون کا واسطے ادائے نماز تراویح کے بجماعت مستحب ہی **اقول** حمل کلام خلاف ظاہر متبادر مخالف مراد قائل پر رجماً بالغیب ہرگز جائز نہین ہے اور کیا اس حمل کی ضرورت نہین ہے بلکہ خلاف اسکا صحیح ہے کہ استحباب اس اجماع کا مجمع علیہ نہین ہے اور صحت اطلاق مستحب سے سنت پر اور سنت سے مستحب پر لازم نہین آتا ہو کہ محل نزاع مین بھی مراد مستحب سے سنت موکدہ ہو بلکہ لازم یہ ہے کہ استحباب بمعنی خود ہے اسلئے کہ اتفاق سنت کو موٴ ہونے تراویح پر ہرگز درست نہین آتا ہی بلکہ جہان بیس رکعت تراویح کا سنت ہونا مرقوم ہو وہان سنت کو محمول کرنا سنت غیر موکدہ پر چاہیے اور فعل خلفای راشدین سنت موکدہ نہین ہو سکتا ہے جیسا کہ اصول مین معلوم ہوا **قولہ** صـ۲ صاحب نفحات رشیدی رای اپنی بہ نسبت پڑھنے گیارہ رکعت نماز مع وتر کے رمضان مین لکھتا ہے او عمل صدر اول خلاف اوسکے تسلیم کرتا ہے مگر یہ نہین لکھتا کہ اسپر فتوی ہے الخ **اقول** صاحب نفحات رشیدی نے جب کہ رائے اپنی بہ نسبت پڑھنے گیارہ رکعت کے بوجہ حصول اقتدای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ لائق تر ہے بہ نسبت اقتدای غیر کے لکھی تو یہ فتوی دینا گیارہ رکعت پڑھنے کا نہین ہوا او کیا ہوا اور عمل صدر اول کہ داخل اوسمین خلفای راشدین بھی ہین چھتیس رکعت پر تسلیم کرتا ہے اگر اس سے عمل صدر اول گیارہ رکعت پر ہونا لازم آتا ہو تو بیس رکعت پر بھی ہونا لازم ہے اور سند عدم اقتدا کی بیس رکعت مین احسن ہونا اقتدا کا ہی گیارہ رکعت مین بسبب اسکی کہ گیارہ رکعت فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے بخلاف بیس رکعت کے کہ فعل آنحضرت م سے ثابت نہین ہین اور پڑھنا گیارہ کا جو فعل آنحضرت م سے اور فعل صحابہ سے تا عہد خلافت حضرت عمر رض ثابت ہے اوسکے عدم اقتدا کے پاس مولوی عبد الرحمن صاحب اور اونکے ہم مذہبون کی کیا سند ہے اور

وسط زمان خلافت حضرت عمرؓ مین یا اونکے بعد کے زمانہ مین کون سی وحی آئی اور وہ وحی کس پر نازل ہوئی
جس سے منع گیارہ رکعت کا ہوا اور کوئی کتاب سبب نا علمی مولوی عبد الرحمان صاحب کے غیر مشہور نہین
ہوسکتی ہے اور اجتہاد مجتہد اگر بزعم مولوی عبد الرحمان صاحب خلاف متون اور کتب مشہورہ ہو تو کیا مضائقہ
ہے اور وجوب تقلید صحابی بمقابلہ قیاس غیر صحابی ہے نہ بمقابلہ فعل حضرت رسالت علیہ الصلوۃ والتحیۃ
کہ تقلید آنحضرت ادون نہین ہے تقلید صحابی سے اور معنے تقلید صحابی کی قربات مین یہ معنی ہین کہ جس صفت
کا اون مین اعتقاد صحابی ہوا اوسی صفت کا اعتقاد رکھنا واجب ہے اور بیس رکعت پڑھوانی حضرت
عمرؓ سے صرف جواز اور استحباب اسکا اونکے نزدیک پایا جاتا ہے پس وجوب تقلید صحابی سے اعتقاد استحباب
بیس رکعت لازم آتا ہے اور بس **قولہ** صـ۲۲ اور قول صاحب نفحات رشیدی خلاف تصحیح قاضی خان کی ہی
الخ **اقول** نفحات رشیدی مین سنت موکدہ ہونے تراویح کے بحث نہین ہے اور نہ قاضی خان نے
تراویح کو سنت کہا ہے نہ اوسکے اوس مقدار کو جو حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے اور بیس رکعت
کا بعد آنحضرت سے ثابت ہونا بیان کیا ہے سو بنا بر اوسی روایت ضعیفہ ابن عباس کے ہے اور اس
روایت کا مشہور ہونا مراد قاضی خان کے نہین ہے بلکہ مقصود اوسکا شہرت ثبوت اس عمل کے ہے صحابہ
اور تابعین سے خود قاضی خان نے چھتیس رکعت پڑھنے کو نزدیک حنفیہ کے مستحب لکھا ہے لیکن جماعت
چھتیس رکعت سے منع کیا ہے جس عبارت قاضی خان مین یہ بیان تھا اوسکو مولوی عبد الرحمان صاحب نے
چھوڑ دیا ہی نقل نہین فرمایا سو وہ عبارت قاضی خان کے یہ ہی فان صلوا الجماعۃ ستا وثلثین کما قال مالک

لا باس بہ عند الشافعی وعندنا ان صلوا بالجماعۃ عشرین رکعۃ وما زاد علی ذلک الی ست وثلثین فرادی فہو
مستحب انتہی **قولہ** صـ۲۴ یہ نسبت تصحیح قاضی خان کی کتاب مصوے مین یہ لکھا ہے الخ **اقول**
عجب ہی مولوی عبد الرحمان صاحب سے کہ قول ابن ہمام در باب مستحب ہونے بیس رکعت تراویح کے اور
مسنون ہونے آٹھ رکعت تراویح کے تسلیم نہین فرماتے ہین اور کلام علامہ قاسم شاگرد ابن ہمام سے تقدیم
تصحیح قاضی خان مین سند پکڑتے ہین **قولہ** صـ۲۵ اب حضرت مولف کو لازم ہی الخ **اقول** قول
مین انکی فقیہ النفس کے سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا نہین ہے اور نہ بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا

قول جمہور فقہا اور اہل متون کا اور آپ جنکو فقہا زعم فرماتی ہین اونمین بھی بالقبول کرنا اوسکا حدیث ابن عباس
کو بیان کرتی ہین درحقیقت وہ فقہا نہین ہین اور نہ مہارت حدیث کی اونکو تھی تاکہ تلقی بالقبول کرنا اونکا
کسی حدیث کو معتد بہ ہو **قولہ** صـ۲۶ فعل وعمل دام و استقرار خلفای راشدین حضرت عمر وحضرت عثمان
وحضرت علی بیس رکعت پر واقع ہوا اور اتفاق اور اجماع دیگر صحابہ کرام بھی اسی پر ہے الخ **اقول** فعل
وعمل خلفای راشدین بیس رکعت پر مین ثابت نہین ہے اور امر حضرت عمرؓ واسطے پڑہانے بیس رکعت
کے مانند امر کے واسطے پڑہانے گیارہ رکعت کے مسلم ہے لیکن اس سے سنت موکدہ ہونا بیس رکعت
اور نا روا ہوجانا گیارہ رکعت کا لازم نہین آتا ہے اور اتفاق اور اجماع دیگر صحابہ اگر جواز بیس رکعت پر فرض
کیا جائے تو اوس سے بھی ناجائز ہونا گیارہ رکعت کا اور سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت نہین ہوتا ہے اور
منتہی الارادات کے مصنف کا حال معلوم نہین ہے کہ روایت اوسکی قابل اعتبار ہے یا نہین مصنفوا
سے معلوم ہو چکا ہے کہ مذہب امام احمد تخییر ہی درمیان تئیس اور گیارہ کے اور **زعفرانی**
نے **شرح صحیح البخاری** مین امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ فرمایا امام شافعی نی
رایت الناس یقومون بالمدینۃ بتسع وثلثین وبمکۃ بثلث وعشرین ولیس فی شئی من ذلک ضیق انتہی
اور **سبکی** نے **شرح منہاج** مین لکھا ہے قال ابن الجوزی ان عدد الرکعات فی شہر رمضان
لاحد لہ عند الشافعی لانہ نافلۃ انتہی اور مشہور امام مالک سے چھتیس رکعت ہین جیسا کہ عامہ کتب فقہ مین ہی
اور **عینی** نے **عمدۃ القاری** مین لکھا ہے وقیل احدی عشرۃ رکعۃ وہو اختیار مالک لنفسہ و
اختارہ ابو بکر بن العربی انتہی اور ظاہر مذہب امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بیس رکعت تراویح ہے لیس
سنت موکدہ ہونا بیس رکعت تراویح کا ائمہ اربعہ سے پایا نہین جاتا ہے بلکہ ثابت اوسکے خلاف
اوسکا ہے اور عمل بعض تابعین نہ کل تابعین بیس رکعت پر مفید جواز اور استحباب ہی نہ موجب سنت موکدہ
ہونے کا اور اسیطرح علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین مین سوا سے ثابت استحباب کے اور کچھ نہین
اور قول شیخ عبد الحق دہلوی سے مجرد احتمال صحت حدیث ضعیف ثابت ہوتا ہے بنابر اوسکے حکم
صحت ایسی حدیث کا کہ ضعف اوسکا ظاہر اور صریح ہے نہین ہو سکتا ہے اور عموم حدیث حضرت عائشہؓ

قیام رمضان اور غیر قیام رمضان سے کیا مفر خصم ہے ہان قیام رمضان مین اور روایات سی بھی آٹھ رکعت
پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہی اور باقی سب ہفوات مولوی عبدالرحمن صاحب کا اوپر جواب
ہوچکا ہے یہان اوسکے اعادہ کی کچھ حاجت نہین **قولہ** ص۲۹ عبارت قدوری کی یہ ہے الی آخرہ
**اقول** فہم مراد قدوری مین ہم نسبت تغلیط طرف صاحب ہدایہ کے نہین کرسکتے ہین اگر عبارت
قدوری مین مسامحہ ہوا ہو تو کیا بعید ہے کہ عبارات قدما مین ایسا اکثر ہے **قولہ** ص۲۹ یہ سب اقوال
فقہا اور محدثین صریح دلالت کرتے ہین کہ بیس رکعت سنت موکدہ ہین آہ **اقول** یہ کذب و افترا ہی
یہ اقوال بیس رکعت کے سنت موکدہ ہونے پر دلالت نہین کرتے ہین عبارت مضمرات مین
نفس التراویح سنۃ ہے اور عبارت جوہرہ نیرہ مین والاصح ان التراویح سنۃ مؤکدۃ اور اسیطرح مصفی
اور مسوی مین نماز تراویح کا نہ بیس رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا مسطور ہے **قولہ** ص۳۲ اب صورت سے
ثابت ہوچکا کہ نماز تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہے **اقول** سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا نماز تراویح کا فتوی جمہور علما اور
فقہا کا ہے ہان بعض حنفیہ نے خطا اور لغزش سے سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا خلاف اپنے
اصول کے لکھ دیا ہے لہذا قول اونکا قابل اعتبار کے نہین ہے **قولہ** ص۳۳ اس عبارت متن اور
شرح درمختار اور حاشیہ طحطاوی مین حضرت مولف اور حواشی اونکے سے بحث تھی الخ **اقول**
راقم سے اور مولوی عبدالرحمان صاحب سے جو بحث تھی وہ یہ ہے کہ عبارت طحطاوی قولہ
لو واقفہ لا سائرۃ ولو کان بسیر نفسہا بان کانت مخدرۃ او تسیر تخص لہا انتہی مین مولوی صاحب
ولو کان بسیر نفسہا الخ کو تعمیم و توف فرماتے تھے اور راقم تعمیم سیر منفی چنانچہ راقم نے بتقریب زبان
بحسن تصویب اپنے قول کی اور تخطیہ ارشاد مولوی صاحب کا علمای وقت سے لکھا کر بعد طبع اونکی
خدمت مین پیش گذرانا اور اوسکے بعد اصل کاغذات و تخطی علما بھی بھیج دئیے چنانچہ خط مولوی عبدالرحمن
صاحب محررہ یکم رمضان مبارک مطابق ۱۰ فروری سنہ ۱۲۹۲ عیسوی پاس راقم کے یہ آیا - کہ سیدنا و
بالفضل اولانا دام مجدکم - بعد تسلیم مع التعظیم عرض میکند عنایت نامہ مع اصل فتوی صادر فرمودہ گونا گون
مشکور ساخت چونکہ در فتوی مطبوعہ مرسلہ سابق لفظ عدم متروک شدہ بود ازین سبب خدشہ در فتوی میشد

چونکہ اصل فتوی مولوی سعد اللہ صاحب رسیدہ ان لفظ عدم متصل جواز مرقوم بود ثانیہ عبارت رقم شد انتہی ابہ

و اصل فتوی مولوی سعد اللہ صاحب مرسلست و فتوی مولوی محمد یوسف ازین بعد ترسیل وارم امید بہ صد یاد و ما

ہم انتہی اب اس زمانہ مین اوس بحث کو جو بعنوان دیگر نقل فرماتے ہین صریح کذب ہے لیکن بالاجمال حال اسکا

بہی معلوم کرنا چاہیے کہ عبارت درمختار جائز لو واتقہ مین شرط کو بسبیل خروج کلام مخرج عادت کہنا اختراع اور

ابتداع ہے شرط مین جو مؤیدات اسکے مولوی عبد الرحمن صاحب نے کتب فقہ سے نقل فرمائی اونمین

شرط مین ایسا کہا نہین گیا ہی من قصاص الشعر مین مقام حد ہے اور مجنیت بالشمس مین بالشمس قید شرطی

شرط نہین **توضیح** مین مسطور ہی والشرط یوجب قصر صدر الکلام علی بعض التقادیر انتہے لہذا اذا اشتد نحوف

مین اخراج کلام مخرج عادت کی توجیہ نہین کی گئی اور بالفرض اگر شرط مین بہی کہین کسی نے اس قسم کی

توجیہ کی ہو تو اول وہ لائق اعتماد نہین ہے دوسرے بلی ضرورت اور واسطے تحریف مضمون اصل مقصود

کی نہ کی ہوگی کسی محشی نے محشین درمختار مین سے یہ توجیہ نہین کی صاحب ردالمحتار کہ اس مسئلہ مین مخالف

درمختار ہے اونہی بہی مطلب درمختار کا مشروط ہونا جواز صلوۃ کا عجلہ پر بوقوف عجلہ سمجہا ہے اور کہین فقہ

کتب فقہ حنفیہ مین جواز صلوۃ عجلہ پر بتقدیر سیر یا نہین گیا ہے اور مشروط ہونا اس جواز کا بوقوف

وعدم سیر دابہ ونجاست کے شرح منیہ حلبی اور منتقی حاکم شہید اور سراج وہاج وغیرہا مین بہی مسطور ہے اور

مخفی نرہے کہ جواز نماز عجلہ پر مشروط ہے ساتہ دو شرط کے ایک دابہ پر نہونا اوسکا دوسری نچلنا اوسکا

جب ایک شرط نہے ان دونون شرطون مین سے مفقود ہوگی فرض وواجب پڑہنا اوس پر بلا عذر حنفیہ کی

نزدیک جائز نہوگا بالجملہ یہ کہنا کہ سیر ووقوف کو جواز اور عدم جواز صلوۃ مین کچہ اثر اور دخل نہین ہے صریح البطلان

ہے اور یہ لکہنا مولوی عبد الرحمن صاحب کا کہ یہ عبارت تخصیص بالذکر موجب اصطلاح اصول حنفیہ سے

نہین ہو سکتی صرف بقصد اظہار اپنی اصول دانی کے ہے سو منتہای تحصیل انکا اصول مین نور الانوار ہے

اوسی کو آپ ہر جگہ پیش کرتے ہین سو تخصیص بالذکر نہونا اسکا بموجب جمہور اصولیین کے ممنوع ہے

جماہیر علما اور بعض حنفیہ قصر عام کو بعض مسمیات پر اگرچہ ساتہ کلام غیر مستقل کے ہو بہی تخصیص کہتے ہین

او رصاحب نور الانوار نے جو تخصیص کو مخصوص بکلام مستقل کیا ہے سو مخالف ہے تصریحات اصولیین

حنفیہ کی ساتھ عقل اور حس اور عادت وغیرہا کی بھی اونکے نزدیک تخصیص ہوتی ہے ان تخصیص لفظی مطلق
تخصیص اکثر حنفیہ کے نزدیک ساتھ کلام مستقل کے ہوتی ہے **صبح صادق** شرح منار مین مسطور ہے
التخصیص عند الجماہیر قصر العام علی البعض وعندنا قصرہ علی مخصص مستقل انتہے اور **تنقیح** - متن توضیح
مین مرقوم ہے قصر العام علی بعض ما یتناوله لا یخلو عن ان یکون بغیر مستقل وہو الاستثناء والشرط والصفة والغایة
او بمستقل وہو التخصیص فہو اما بالکلام او غیرہ انتہی اور **کشف بزدوی** مین مذکور ہے والحد الصحیح علی مذہبنا
ان یقال ہو قصر اللفظ العام علی بعض افرادہ بدلیل مستقل مقترن انتہے اور **مسلم** مین مسطور ہے وہو قصر
العام علی بعض مسمیاتہ وقد یقال لقصر اللفظ مطلقا انتہے اور **تحریر** مین مرقوم ہے والشافعیۃ وبعض
الحنفیۃ قصر العام علی بعض مسماتہ انتہے اور **تقریر** شرح تحریر مین مذکور ہے التخصیص المذکور عند الحنفیۃ -
انما یکون بکلام تام مستقل بنفسہ فلا یکون ہذا تخصیصا عندہم لعدم استقلاله نعم مقتضی کلام المصنف فی بحث التخصیص
ان ہذا عند اکثرہم وان بعضہم لم یشترطه وصرح فی البدایع بان اشتراطه قول بعضہم وان اکثرہم علی انقسامه الی
مستقل وغیر مستقل انتہی **قولہ** صفحہ ٣ خلاصہ ان دونون رسالون کا یہ ہے کہ نماز تراویح نہ سنت
رسول مقبول ہی نہ سنت خلفای راشدین ہوسکتی ہے الخ **اقول** یہ صریح افترا ہے دونون رسالون مین
نماز تراویح کی سنت رسول مقبول اور سنت خلفاے راشدین ہونیکا ہرگز انکار نہین ہے محل نزاع مؤکدہ
ہونا بیس رکعت تراویح کا ہی یا نفس تراویح کا بر مسلک جمہور حنفیہ بیس رکعت پر ہمیشگی خلفای راشدین کا اور بیس رکعت
پر اونکی مواظبت کا رسالہ قدیمہ مین اقرار نہ تہا کہ انکار اوسکا رسالہ جدیدہ مین مخالف اوسکے متصور ہو **قولہ**
صفحہ ٤٢ جو سنت کہ انحضرت کی ہوگی اور اوسپر صحابہ کرام نے عمل کیا ہوگا تو وہ سنت انحضرت ٹہریگی نہ خلفای
راشدین کی الخ **اقول** سنت انحضرت اور سنت خلفای راشدین مین باعتبار مصداق کے نسبت
عموم وخصوص من وجہ ہی جس سنت انحضرت پر عمل خلفای راشدین رہا ہے اوسپر سنت انحضرت اور
بہی سنت خلفای راشدین دونون صادق ہین اور اٹہ رکعت کو سنت انحضرت کہنی سی لازم نہین آتا
کہ وہ سنت خلفای راشدین نہین ہین اور معطوف اور معطوف علیہ مین فی الجملہ مغایرت کافی ہے اور مغایرت
فی الجملہ اجتماع سے کسی مادہ مین باطل نہین ہوسکتی ہی اور اتحاد معطوف اور معطوف علیہ سے باعتبار مصداق کے کسی

مادہ مین لازم نہین آتا ہی کہ ہر جگہ معطوف اور معطوف علیہ مین باعتبار مصداق کے اتحاد ضرور رہتا کہ
ایک ہونا جو ہم اور ابراہیم کا اوس پر متفرع ہو اور خصم کو ادا ہو جانے دونون سنتون سے ایک ادا ہم مین
انکار نہین ہے اور تحریر مولوی عبدالرحمان صاحب سے تشریح بتا کہ مولوی صاحب جمعیت سے معیت
سمجھتے ہین اوسے پر اعتراض تہا اور بیس رکعت کو سنت خلفا تسلیم کرنے سے تسلیم کرنا پڑھنے خلفا
کا بیس رکعت کو لازم نہین آتا ہی سنت سے مراد وہ سنت ہے جو عام ہے فعلے سے جو کام خلفا کے
زمانے سے اور لوگون نے کیا وہ ہی سنت خلفا ہی **قولہ** صـ۳۴ ان بیس رکعت پڑھنے مین دونون
سنت پڑھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہی اور بیس رکعت کے اعراض کرنے اور سنت نجاننے سے اعراض
خلفای ثلثہ اور صریحا قول آنحضرت علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین سے لازم آتا ہے - **اقول**
بیس رکعت پڑھنے مین بدون اس نیت کے کہ آٹھہ اونمین سے سنت آنحضرت ہین اور بارہ سنت خلفا
دونون سنت پڑھنے کا ثواب حاصل نہین ہوتا ہی اور بیس رکعت کے اعراض کرنے سے مراد اگر
برا جاننا بیس رکعت کا ہی تو لاریب اعراض اوسے اعراض خلفای ثلثہ اور اس حدیث سے ہے اور اگر
ترک کرنا اونکا ہے تو ترک کرنے بیس رکعت مین نہ اعراض خلفای ثلثہ سے ہی اور نا حدیث سے
اور بیس رکعت کے سنت نجاننے مین ہی اعراض خلفای ثلثہ اور اس حدیث سے نہین ہے **قولہ**
صـ۳۴ اب فرمائی کہ یہ بہتان اور افترا اور کذب ہی الخ **اقول** اس احتمال کو کہ واسطی توفیق کے
درمیان روایت اسد بن عمرو اور روایت حسن بن زیاد کے لکھا گیا تہا افترا اور کذب سمجھنا سوائے دانشمندی
کے اور کیا ہے **قولہ** صـ۳۵ وللاکثر حکم الکل کو بکوش اجابت سماعت فرمائی الخ **اقول** نہ قاعدہ
کلیہ ہے اور نہ یہان اکثر طرف سنت موکدہ ہونے بیس رکعت کے مین جو کتابین کہ اونکے زعم مین
مدار قول اکثر ہین اونکا حال یہ ہے کہ خلاصۃ الفتاوی اور تاتارخانیہ اور فتاوی عالمگیریہ اور شرح کنز العینی
اور مستخلص اور ماثبت بالسنۃ اور مختصر وقایہ اور تنویر الابصار اور منافع اور ارکان اربعہ اور جواہر اخلاطی اور
محیط برہانی اور منیۃ المصلی اور محلی مین سنت ہونا تراویح کا نہ سنت موکدہ ہونا بیس رکعت اونکا
مرقوم ہے اور وقایۃ الروایۃ اور کنز مین سنت ہونا بیس رکعت کا نہ سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا مسطور ہے

اور جوہرہ اور درمختار اور فتاوی قاضی خان اور مصفی اور معنوی مین سنت موکدہ ہونا تراویح کا نہ سنت موکدہ ہونا
بیس رکعت کا مذکور ہی **قولہ** ص۴۲ اور یہ کہنا مدعی کا صفحہ ۵ مین چونکہ سنت آنحضرت علیہ الصلوۃ والتحیتہ
اٹھ رکعت بدون کمی و زیادت کی تہین بیس رکعت مین وہ عدد مسنون جاتا رہا تو بیس رکعت پڑہنے سے
ادای سنت آنحضرت نہو کی عجیب غریب ہی الخ **اقول** عجیب و غریب کہنا اسکا بمقتضای سادہ
لوحی ہی مراد و قسم پڑہنا بیس رکعت کا بدون تفصیل نیت کی ہے اور مراد ابن ہمام کی پڑہنا بیس رکعت
کا بہ تفصیل نیت کی ہے او جب کہ حضرت عمر کے پاس کوئی اصل بیس رکعت کی آنحضرت صلعم سے ہو
تو درصورت بیس رکعت پڑہنے کے اگر سنت اٹھ رکعت کی ادا ہو کچہ قباحت نہین ہے مکافات اوسکی
دوسری سنت سی کہ بیس رکعت ہے ہو گئی **قولہ** ص۴۲ صفحہ تین مین حضرت مدعی ترقیم فرماتی
ہین الخ **اقول** درمیان سنت ہونی تراویح کے اس جہت سے کہ آنحضرت صلعم نے اوسکو
سنت فرمایا ہے اور نہ سنت موکدہ ہونے تراویح کے اس جہت سے کہ آپ نے تقلا
اوسپر مواظبت نہین فرمائی ہے کچہ منافات نہین ہے اور آٹہ رکعت کا فعل آنحضرت ہونا ہی اوسکی منافی
نہین ہے اور نہ سنت ہونے نفس تراویح کے بدون تخصیص او تعیین عدد رکعات کے کہ سنت
کہنا اوسکا بموجب آپکی ارشاد کے ہے سنت مطلق قیام رمضان کے نسبت انکی فعل کے
**قولہ** ص۴۲ جب اسکے نزدیک تخصیص و تعیین عدد رکعات تراویح کا کسی بات سے ثابت کرتا ہو تو
**اقول** راقم نے دعوی عدم ثبوت تخصیص و تعیین عدد رکعات تراویح کا فعل آنحضرت سے نہین
کیا ہے بلکہ آٹہ رکعت کو فعل آنحضرت اون راتون مین کہ آپ نے تراویح پڑہی ہی روایت جابر رضی اللہ
عنہ سے لکہا ہے اور جن لوگون سے کہ عدم توقیت تراویح مین نقل کی ہی مراد اونکی یہ ہے
کہ کسی عدد معین کا سنت فرمانا تراویح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے نہ یہ کہ
آپ کے فعل سے کوئی عدد معین تراویح کا ثابت نہین ہے اور مولوی عبد الرحمان صاحب نے
جو اعداد رکعات نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے آٹہ رکعت کے ذکر کیے ہین
کوئی اون مین سے قیام رمضان آنحضرت مین ثابت نہین ہے اور تراویح آنحضرت قیام لیل رمضان تہا

ثابت نہین تعین عدد رکعات تراویح کا معلوم

نہ قیام لیل غیر رمضان اور مذہب امام احمد اور مختار امام مالک سے بہ نیۃ آٹھ رکعت پڑھنے کے ثابت ہی اور عدم
جواز پڑھنے آٹھ رکعت تراویح کا مذہب کسی امام کا نہین ہے اور راقم نے صفحہ ۴ مین اوسکو کہ جسپر خلفا نی مواظبت
فرمائی ہو صحوبیتی حنفیہ کا سنت کہنا لکہا ہے نہ سنت موکدہ کہنا **قولہ** ص۴۲ خاص کرنا صاحب فتح القدیر کا
صرف بلانا آنحضرت کا طرف سنت خلفای راشدین کی کس معنی کرکے ہوگا **اقول** ہر چند کہ اس حدیث مین
بلانا طرف سنت آنحضرت اور سنت خلفای راشدین دونون کی ہے لیکن چونکہ مقصود ابن ہمام کو بیان کرنا
بیس رکعت سنت خلفای راشدین کا تہا لہذا اوسی مقصود ہی سے تعرض کیا پس یہ تخصیص بنظر اہتمام مقصود ہے
**قولہ** ص۴۲ یہ اعتراض وارد ہوتا ہی الخ **اقول** یہ عدم استلزام تعریف سنۃ سے پیدا ہے کہ جمہور فقہا سنت
اوسکو کہتی ہین کہ جسپر مواظبت نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
مین مذہب اجتہ سنیین سے ہے اسحدیث کو دلالت اسپر نہین ہے کہ سنت خلفای راشدین سنت مصطلحہ فقہا ہی اور
القول مرجح علی الفعل کا بیان محل نہین ہے یہ وقت تعارض کے درمیان قول اور فعل کے ہوتا ہے اور درمیان
السنۃ ما واظبہ بنفسہ حدیث مذکور کے تعارض سمجہنا سوای سادہ لوحی کی اور کیا ہے حدیث مین صرف امر اخذ سنتین
ہی بیان معنی سنتین نہین سنت بیان یا بمعنی مطلق طریقہ کے ہے یا معنی طریقہ مسلوکہ فی الدین کے اور جسنے تراویح کا
سنت موکدہ ہونا بدلیل مواظبت خلفای راشدین لکہا ہے قول اوسکا لائق اعتبار کی نہین ہے کیونکہ جو تعریف
سنت موکدہ کی جمہور فقہا نے کی ہے وہ سنت خلفای راشدین پر صادق نہین ہے **قولہ** ص۵۵ اس
جگہہ درمیان دلیل کہ عبارت دلالۃ النص سے ہے الخ **اقول** حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
نہ دلیل سنت مصطلحہ فقہا ہونے بیس رکعت تراویح کے ہے اور نہ سنت مصطلحہ فقہا ہونے سنت خلفای
راشدین کے دلیل سنت مصطلحہ فقہا ہونے اوس فعل کے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مواظبت فرمائی ہو تعریف کرنا فقہا کا ہی سنت کی ساتہہ اوس کام کے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مواظبت فرمائی ہو اور مقتضی دلیل کا نہ سنت ہونا اوس فعل کا ہے کہ جسپر آپکی مواظبت نہو گو اوسپر مواظبت
خلفای راشدین ہو اور بیس رکعت پر آپکی مواظبت نہین ہی تو مقتضای دلیل نہ سنت ہونا بیس رکعت کا ہی تو
بیان درمیان دلیل اور مقتضای دلیل کے تعارض کہان ہے ہان یہ مقتضی مخالف ظاہر کلام بعض مشائخ ہی سو لفظ

ظاہر مشیر اسکے طرف ہی کہ کلام مشایخ اگر واسطے موافقت مقتضائی دلیل کے معروف عن الظاہر کیا جاوی تو توجیہ
مخالف اونکی کلام مین او مقتضای دلیل مین نہین ہے جناب قائل کچہ اقتضاء النص اور دلالۃ النص کو نہین سمجہتے
ہین سنے محل مصطلحات اصولیین کو استعمال فرماتے ہین اقتضاء النص کو دلالت مطابقی فرماکے دلالت النص کا
دلالت مطابقی ہونا ظاہر کرتے ہین اور یہ خبر نہین کہ ثابت بدلالۃ النص سے بھی ثابت بمدلول التزامی ہی **قولہ**
ص۵۵ مدعی یہ لکہتا ہے کہ بیان پر سنت مطلقا اولی بیان کی ہی [illegible]
مراد لیتے ہین **اقول** [illegible] **قولہ** [illegible]
للتوضیح ان یعنی [illegible] **اقول** [illegible] طلاق [illegible] سنت نہین ہے بلکہ
موافق قدوری سے [illegible] قدوری استحباب [illegible] فتح القدیر مین [illegible] مستحب کے
لکہا ہے لاستدلالہ اور یہ لکہا ولذا خالفہ [illegible] الوضع [illegible]
**جامع الرموز** مین مسطور ہی فی خزانۃ الفقہ ومختصر القدوری والاختیار وغیرہا کا مستحب [illegible]
**قولہ** ص۵۵ ما ثبت بالسنۃ مین لکہا ہے الخ **اقول** ثبوت [illegible] زمان حضرت عمر سے
محل نزاع نہین ہے نزاع مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ہے [illegible] کا
پڑہنا ہی آنحضرت صلعم سے ثابت نہین ہے چہ جای کہ مواظبت آنحضرت صلعم بیس رکعت پر ثابت ہو
اور شرح فارسی مشکوۃ اور نہایۃ المراد مین جو بیس رکعت پڑہنا آپکا مسطور ہے سو [illegible] نسبت
کی ہی کہ سکا ضعف امداد السنۃ مین مذکور ہوچکا ہے اور قیام لیل ہونا تراویح کا نہایۃ المراد سے بھی ثابت
ہے اور سنت موکدہ ہونا نفس تراویح کا اوسمین مسطور ہے نہ بیس رکعت تراویح کا [illegible]
کہنا اوسکو جو تراویح کو سنت موکدہ نہ کہے اور دعوی اجماع صحابہ سنت موکدہ ہونے تراویح پر بےدلیل
اور بےسند ہے قابل اعتبار کے نہین **قولہ** ص۲۶ یہی اصح ہے الخ **اقول** اصح کہنا سنت
موکدہ ہونے تراویح کا بطور مذہب جمہور حنفیہ نہین بن سکتا ہے اور محل سنت عبارات متون اور شروح
مین مدحق تراویح سنت موکدہ پر محمل ہی محمل غیر صحیح ہے اور قول خصم اگرچہ بمقابلہ بعض حنفیہ ہو بجہت موافقت
اسکے ساتہ اور حنفیہ کے اور مطابقت کی ساتہ اصول حنفیہ کے قابل اعتماد ہے اور توارث کسی فعل کا

موجب سنت موکدہ ہونے اوس فعل کا نہین ہے اور تصحیح قاضی خان یہان نہین ہے اور تحریر قاضی خان
ظاہر الروایۃ پر کہ اوسمین استحباب تراویح ہے کسی کے نزدیک مقدم نہین ہے اور عبارت اذکار مین اطلاق
سنت ہے تراویح پر بنا بر مذہب جمہور شافعیہ ہی کہ اونکے نزدیک سنت اور مستحب مترادف ہین **نووی**
نے **شرح صحیح مسلم** مین شرح حدیث کان رسول اللہ صلعم یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یامرہم
فیہ بعزیمۃ لکھا ہے وہذہ الصیغۃ تقتضی الترغیب والندب دون الایجاب واجمعت الامۃ ان قیام رمضان لیس
بواجب بل ہو مندوب انتہی اور شرح ابن ماجہ میں استحباب کو سنۃ الفجر ہی میں مترادف سنت اور مستحب پر رکھا ہے
**قولہ** صـــ۲۶ نہایۃ المراد وجامع الجوامع میں اوسکی تحقیق کی گئی ہے **اقول** اول نہایۃ المراد کے
ثابت ہونے مضمون مذکور ہونے سے روایت نہایۃ المراد اگر جمع الجوامع مین پائی جاوے تو اوس سے
اوسکا اعتبار نہین ہوسکتا ہی جمع الجوامع میں روایات موضوعہ بہی بہت ہین اب مولوی عبد الرحمان صاحب انصاف
کرین کہ یہ سنے ہلے کسکے ہے **قولہ** صـــ۲۷ شاید اونکی سمجھہ حضرت عمرؓ الخ **اقول** ان بزرگان دین
نے کب کہا ہے کہ آٹھ رکعت پڑہنے والا تابع سنت نہین ہے تاکہ ہجا ناخصم کے سمجھہ کا بزرگان دین کے
سمجھہ سے لازم آوے **قولہ** صـــ۲۸ آپ تو صفحہ ۳ مین لکہ چکے ہین الخ **اقول** قیام رمضان
کو بدون تعیین اور تخصیص عدد رکعات کے سنت کہنا بوجہ حدیث سننت لکم قیامہ کے ہے اور آٹھ
رکعت کو سنت آنحضرت کہنا بمعنی طریقہ آنحضرت ہے اور مستحب یا سنت موکدہ نہ کہنے سے نہ کبہی
مستحب کی لازم نہین آتی ہے ورنہ سنت موکدہ کہنے سے نہ کسی احکام شرع کی لازم آتی ہے
کہ صریح تبدیل بعض احکام شرع ہے اور مستحب کا چہوڑنا لازم نہین ہے بلکہ مداومت اوسکی مستحسن ہے
**قولہ** صـــ۲۸ سبحان اللہ خوب مراد مقتدون کی سمجھے الخ **اقول** سنت موکدہ ہونے مذہب صاحب
رد المحتار سے لازم نہین آتا ہے کہ مراد اوسکے اس کہنے مین کہ شرق سے غرب تک عمل بیس رکعت پر ہے
یہ ہو کہ عمل اوسپر شرق سے غرب تک باعتقاد سنت موکدہ ہونے کے ہے تاکہ توجیہ خصم مخالف ذکر
جواب علی بالکلیۃ علیہ کے ہو اور بالکلیہ کے سند لانا واسطے ابطال اس شق کے ہے کہ شرق اور غرب والون
سے تمام اہل اسلام یا تمام اہل سنت مراد ہون کہ بالکلیہ عمل بیس رکعت پر نہین ہے **قولہ** صـــ۲۹ شرق سے

عرب تک بیس رکعت پڑہی نماز تراویح کا تو حنفی مذہب والون کا صاحب بحر الرائق ورد المحتار تسلیم کرتے ہیں
الخ **اقول** حنفی مذہب والون کے عمل کرنے سے بیس رکعت پر سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت
نہین ہوتا ہے اور نہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ رکعت تین پر ثابت ہے کیونکہ فعل حنفی مذہب والون
کا محمول استحباب پر ہوسکتا ہے اور نقل مقتضای دلیل بدون کلام کے مشیر طرف تسلیم کے ہے اور حکم
کرنا ترک مستحب کا کیا ضرور ہے **قولہ** صفحہ ۸ یہ تسلیم کرنا پھر کیسا ہان ظاہر کلام بعض متاخرین فقہا سے
یہ مترشح تھا الخ **اقول** یہ تسلیم استثنای قابل سے واسطے توطیہ مصروف عن الظاہر کرنے کلام ان
بعض متاخرین فقہا کے اور بیس رکعت پر نہ مواظبت خلفای راشدین سے ہے اور نہ مواظبت خلفای راشدین
مفید سنت موکدہ ہونے کے اور روایت اسد بن عمرو مین اول تراویح کا سنت موکدہ ہونا آیا ہے نہ بیس رکعت
تراویح کا دوسری وہ روایت اسد بن عمرو قابل اعتبار نہین ہے جیسا کہ اصل ہفتم مین معلوم ہوچکا اور قاضی خان
نے بیس رکعت کے سنت موکدہ ہونے کی تصحیح نہین کی ہے **قولہ** صفحہ ۱۱ آپ نے صفحہ ۵۵
مین اپنے رسالہ کے لکھا ہے کہ بیس رکعت مین عدد مسنون جاتا رہتا ہے تو بیس رکعت پڑھنے مین ادای
سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہوگی اور صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر رائق اور طحطاوی یہ نہین لکھتے
ہین بلکہ وہ لکھتے ہین کہ بیس رکعت مستحب ہے الخ **اقول** اس تحریر مولوی عبد الرحمان صاحب سے
ظاہر ہوا کہ منشاء ملامت یہ لکھنا ہے کہ بیس رکعت مین عدد مسنون آٹھ رکعت کا جاتا رہتا ہے تو بیس
رکعت پڑھنے مین ادای آٹھ رکعت سنت آنحضرت صلعم کی نہوگی انتہی نہ بیس رکعت کو مستحب کہنا
اور آٹھ رکعت کو سنت موکدہ کہنا تو جو شخص موجب لکھنے صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق اور طحطاوی
کے اقتصار آٹھ ہی رکعت پر کرے اور بیس رکعت نہ پڑھے تو وہ ملام کیونکر ہوسکتا ہے کہ تارک مستحب ہے
اور تارک مستحب ملام نہین ہوتا ہے ہان اگر بیس رکعت کا مستحب جاننا لائق ملامت ہوتا تو یہ شخص بھی ملام
ہوتا لیکن اول یہ ملامت طرف صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق اور طحطاوی کی راجع ہوتی
**قولہ** صفحہ ۱۸ یہ عجیب نافہمی کہ مقید کے اندر مطلق داخل نہین ہوا اور قلیل ضمن کثیر مین نہ آیا الخ
**اقول** نزاع دخول مطلق مین اندر مقید کے نہین ہے بلکہ بحث دخول ایک مقید مین اندر مقید

دوسرے کی ہے اور یہ لازم نہین کہ ایک مقید دوسری مقید مین داخل ہو اور دخول قلیل کا کثیر مین فرع ترکب عدد
کے اعداد ماتحت سے ہے اور ترکب عدد کا اعداد ماتحت سے نزدیک اہل تحقیق کے باطل ہے —
میرزاہد نے حاشیہ قطبیہ مین لکھا ہے ان العدد لا یترکب من الاعداد التی تحتہ کما تقرر فی موضعہ
انتہے میرزاہد نے منہیہ مین لکھا ہے قال ارسطو لا تحسبن ان ستۃ مثلا ثلثۃ ثلثۃ بل ہی مرۃ
واحدۃ انتہے لہذا بعض فقہا نے عمامہ کو کفن مین اس علت سے مکروہ کہا ہے کہ لو فعل کان الکفن
شفعا والسنۃ الوتر کما فی الفصیحیہ دحال الکمہ عم مولوی عبدالرحمان صاحب ضمن شفعہ مین وتر موجود ہے اور حضرت
مجدد مائۃ الف ثانی نے اپنے مکاتیب مین لکھتے ہین بعضے ازبدعتہا کہ علماء ومشائخ آنرا حسنہ دانستہ اند چون
نیک ملاحظہ نمودہ آید معلوم میشود کہ رافع سنت اند مثلا در تکفین میت عمامہ را بدعت حسنہ گفتہ اند حالانکہ ہمین
بدعت رافع سنت است چہ زیادت بر عدد مسنون کہ سہ ثوب باشد نسخ است ونسخ عین رفع ست انتہے اگر عمل
اتیان کثیر سے انتفای اتیان قلیل لازم نہ آتا تو رد کرنا پڑھنے چھتیس رکعت کا اس دلیل سے کہ فعل
النبی صلعم واصحابہ احب الینا من فعل اہل المدینۃ کما فی السراج الوہاج ہرگز درست نہ آتا — قولہ
ص٤٢ جن اکابر دین نے کہ بیس رکعت تراویح پڑھے ہین الخ **اقول** اگر ان اکابر دین سے ادا سے
آٹھ رکعت سنت آنحضرت صلعم بسبب ادا سے بیس رکعت کے کہ استحباب اوسکا بہ قول یا تقریر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو معلوم ہوگا او تخییر درمیان بیس اور آٹھ رکعت کے اوس سے معلوم ہوئی ہوگی
جاتا رہے تو کیا قباحت ہے **قولہ** ص٤٢ رافضی بیس رکعت نماز تراویح کو احداث عمری کہتے ہین
الی قولہ رافضی کے کیا سینگ ہوتے ہین اے حضرت آپ تو رافضی سے بھی بڑھ گئے **اقول**
روافض مطلق تراویح کو اور اوسکی جماعت کو احداث عمری کہتے ہین اور ہم نفس تراویح کو سنت آنحضرت
بموجب ارشاد آپ کے اور آٹھ رکعت کو طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بموجب فعل آپ کے اور بیس رکعت
کو سنت خلفای راشدین بموجب امر فرمانے اونکے کے ساتھ اقامت بیس رکعت کے اور بیس رکعت کو
ساتھ جماعت کے پڑھنے کو موجب ثواب جانتے ہین پس جو شخص بحالت ثبات عقل اور ہوش کے
درمیان مذہب روافض اور درمیان ہمارے قول مذکے باوجود اس فرق جلی کے فرق نہین سمجھتا ہو

تو کیا بعد سننے کے کلنی سے فرق سمجھے گا **قوله** صفحہ آپ یہ نفرماتی الخ **اقول** بیس رکعت کے سنت
خلفا ہونیکا اسطور پر کہ خلفانے اونکے پڑھنے کا امر فرمایا ہے ہماری طرف سے انکار نہین ہے گفتگو
صرف فعل اور مواظبت خلفا مین کی گئی ہے **قوله** صفحہ آپ یہ نفرماتے آپ نے تو اپنے رسالہ مولفہ
مین قیام رمضان کو تہجد نماز فرض آنحضرت ٹھہرایا ہے الخ **اقول** قیام رمضان کی نماز تہجد ہونے سے
کیا وارد ہونا احادیث کا اوسکے فضل مین ممنوع ہوجاتا ہے اور فرضیت تہجد کو آنحضرت ... پر ... مشہور مذہب
بیان کیا گیا ہے **قوله** صفحہ اسکا جواب کئی جگہ لکھا گیا ہے اوسکو دیکھئے جسکے غیر واحد الاجماع ... الخ
**اقول** اگر مراد اجماع سے نفس تراویح ہے بیس رکعت تراویح پر ... سنت ... سنت مؤکدہ ...
او اجماع سے اجماع اہل مذاہب تو اسمین ہمکو نزاع نہین ہے کلام اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم مین ہے بیس رکعت کے
سنت موکدہ ہونے پر سو اجماع صحابہ اگر ایسا ہوتا تو کتب احادیث اور آثار مین اسکے روایت پائی جاتی اور کتب
احادیث اور آثار مین اسکا نشان نہین ہے **قوله** صفحہ جہل اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ کثرت روایات کا
اعتبار نکرین اور مقتضای دلیل کہ جسپر کسی نے فتوی نہین دیا دوڑین **اقول** اگر یہ شخص کسی اہل علم سے
پوچھتا کہ ترجیح قوت دلیل کو ہے یا کثرت روایات کو تو اسکو اپنا جہل کھلجاتا اور جہل مرکب سے جہل بسیط اور ... کا
ہوتا جو روایات حنفیہ کہ مخالف مقتضای دلیل ہون بسبب کثرت کے قابل قبول نہین ہو سکتے ہین اور جسکہ
ترجیح مقتضای دلیل معلوم ہے تو موافق مقتضاے دلیل بیان کرنا کسی فعل کو فتوی دینا اور ... نہین ہے اور کیا ...
**قوله** صفحہ امر فرمانا حضرت عمر کا نسبت بیس رکعت تراویح کے تسلیم کرتا ہے الخ **اقول** تسلیم
امر حضرت عمر بیس رکعت کے مانند امر حضرت عمر رض آٹھ رکعت کے کیا مفید ہے اور القول مرجح علی الفعل محض
بیکار کہ دونون طرف قول موجود ہے **قوله** صفحہ اس قول کو صاحب رد المحتار نے الخ **اقول**
قول اول مین بیان جواز اور استحباب بیس رکعت ہی تراویح مین نہ بیان سنت موکدہ ہونے بیس رکعت کا اور
دوسری قول مین بیان ہے سنت موکدہ ہونے تراویح مین رکعت تراویح کا اور اشارہ طرف اسکے کہ سنت
موکدہ ہونا تراویح کا مجمع علیہا نہین ہے **قوله** صفحہ پس یہ تعریف اوسی سنت اور مستحب کو شامل ہے کہ جو
فعل آنحضرت صلعم سے ہو الخ **اقول** جمہور فقہای حنفیہ سنت فعل آنحضرت صلعم ہی کو کہتے ہین کہ جسپر مواظبت

# جواب فتوای جناب مفتی سعد الله صاحب

## از نقاوهٔ دودمان مرتضوی جناب مولانا سید امداد العلی صاحب ظله العالی

**قوله** در تعیین بست رکعت تراویح هرچه حضرت مولانا شاه عبد العزیز رحمة الله علیه تحریر فرموده اند بعینه منقول میشود

**اقول** هرچند نقل من حیث هو نقل مورد منع ثلثه نباشد لیکن چون ناقل منقول را مقدمه دلیل دعوی خود گردانیده باشد مورد منع شدن تواند و خدام جناب مفتی صاحب بر ضروری بودن مراعاة عدد بست رکعت در تراویح استدلال بدین منقول کرده اند لهذا اتفاق کلام دران خواهد افتاد **قوله** وان هیئت در باب تراویح چنانچه از هیچ حدیث صحیح وارد شده ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة همچنان این احادیث هم صحیح وارد شده اند که قالت عائشة رضی الله عنها کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجتهد فی رمضان ما لا یجتهد فی غیره رواه مسلم وعنها رضی الله عنها کان اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احیی اللیل وایقظ اهله وجد وشد المئزر رواه البخاری ومسلم وابو داود والنسائی وعن النعمان بن بشیر قال قمنا مع رسول الله صلعم فی شهر رمضان لیلة ثلث وعشرین الی ثلث اللیل الاول ثم قمنا معه لیلة خمس وعشرین الی نصف اللیل ثم قمنا معه لیلة سبع وعشرین حتی ظننا ان لا ندرک الفلاح ای السحور پس وجه تطبیق درمیان این روایات که صریح دلالت بر زیادت کمی و کیفی نماز آنحضرت صلعم در رمضان بر غیر آن میکند و دران روایت که نفی زیادت میکند همین ست که آن روایت محمول بر نماز تهجد ست که در رمضان و غیر رمضان یکسان بود و غالبا بعدد یازده رکعت مع الوتر میرسید دلیل برین حمل آنست که راوی این حدیث ابو سلمه است در تتمه این روایت میگوید که قالت عائشة فقلت یا رسول الله تنام قبل ان توتر قال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی کذا رواه البخاری ومسلم و ظاهرست که نوم قبل از وتر در نماز تهجد متصور میشود و نه در غیر آن و روایات زیادت محمول بر نماز تراویح ست که در عرف آنوقت بقیام رمضان مسمی بود **اقول** دلالت روایات مذکورالصدر بر نفس زیادت عبادت آنحضرت در رمضان بر غیر آن مسلم ست واما دلالتش بر زیادت کمی و کیفی نماز آنحضرت در رمضان بر غیر آن پس ممنوع ست حدیث عائشة رضی الله عنها که ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة نفی زیادت کمی نماز آنحضرت مطلقا و حدیث جابر رضی الله عنه قام بهم فی رمضان وصلی ثمان رکعات و یوتر ثم انتظره

واجب القبول نہین بالخصوص اوسوقت مین کہ خطا اوس مصحح کی اوس تصحیح مین ظاہر ہو جاوے اور درایۃ و ظاہر الروایۃ

اور ترجیح دیگر مرجحین معارض اوسکے ہو جیسا کہ ابن نجیم وغیرہ نے شرح منیہ حلبی مین مسطور ہے لا ینبغی

ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ انتہے **قولہ** صـ۹ تصحیح قاضی خان وغیرہم کو ترک کر کے بیس رکعت

کو سنت موکدہ نہین ٹھیراتا ہے بخلاف جمہور فقہا کے منکر اجماع صحابہ ہین **اقول** ترجیح ابن ہمام وغیرہ

کو ترک کر کے بیس رکعت کو سنت موکدہ ٹھیراتا ہے اور قاضی خان نے تو بیس رکعت کے سنت موکدہ

ہونے کے تصحیح نہین کی ہے بلکہ سنت موکدہ ہونا تراویح کا لکھدیا ہے اور مقدار مستحب تراویح کا جو حنفیہ

اور شافعیہ کے نزدیک ہے بیس رکعت کو لکھدیا ہے اور یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ جو قاضی خان نے

لکھا ہو وہ سب قابل اعتماد ہو دیکھو اسی فتاوی قاضی خان مین چھپا ہے اور خون سے قرآن لکھنا اوس

صورت مین کہ اوسمین شفا ہو جائز لکھا ہے اور حیض میں یہ روکیا گیا ہے اور وہ مین خلاف ہے فقہا اہل علم

اور حکایت اجماع صحابہ بیس رکعت تراویح کے سنت موکدہ ہونے پر افترا ہے **قولہ** صـ۹ خاتمہ الکتاب

مین جواب اوسکا بھی مجالس الابرار سے تھوڑا تھوڑا کرکے لکھا جاتا ہے الخ **اقول** عبارت مجالس الابرار

کچھ مفید مدعا اس قائل کے نہین ہے اوسمین سنت موکدہ ہونا تراویح کا نہ بیس رکعت تراویح کا اور امر

فرمانا حضرت عمر کا لوگون کو واسطے جماعت کے اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو واسطے امامت کی اور

امامت کرنا ابی بن کعب اور تمیم داری کا ساتھ جماعت تراویح کے بدون تصریح عدد رکعات کے اور برو حضرت

عثمان اور حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ وغیرہم مہاجرین اور انصار کے

اور موافقت کرنا انکا ساتھ حضرت عمر کے اور رد اور انکار نکرنا انکا حضرت عمر پر اور مواظبت کرنا انکا تراویح

با جماعت پر نہ بیس رکعت پر مرقوم ہے اور وہی عشرون رکعۃ آخر مین بیان ہوا ہو اور یہ حضرت عمر کا نہین ہے

اور حموی کے کلام مین صلاۃ عمر سے امر فرمانا حضرت عمر کا مراد ہے —

تمت

بمقتضای دلیل محمول بر سنت غیر موکده باشد و حمل صاحب بحر بر موکده بنا بر ظاهر کلام است خود صاحب بحر قول ابن ہمام
که مشعر بر سنت موکده بودن بست رکعت است نقل فرموده و ہیچ کلام نکرده پس این سکوت در معرض بیان بیان
از صاحب بحر است لسنت موکده بودن بست رکعت در تراویح **قوله** مولانا شاه عبد العزیز می فرماید در روایات صحیحه مرفوعه
تعیین عدد نیامده لیکن از الفاظ مذکوره در احادیث مثل کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجتهد فی رمضان ما لا یجتهد فی
غیره رواه مسلم معلوم میشود که عددش بسیار بود و در مصنف ابن ابی شیبه بروایت ابن عباس وارد شده که کان رسول الله
صلی الله علیه وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعة عشرین رکعة والوتر اما بیهقی این روایت را تضعیف نموده به ضعف
جد ابی بکر حال آنکه او اینقدر ضعف ندارد که روایت او مطروح ساخته شود آری اگر معارض آن حدیث صحیح فی الصحیحین
البتہ ساقط می شد و آنچه مروی شده ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة مراد از آن نماز تہجد است
که در رمضان وغیره برابر بود و آنرا صلوة اللیل می گفتند انتہی **اقول** از الفاظ مذکوره در احادیث معلوم نمی شود
که عددش بسیار بود زیراکه زیادت اجتہاد در رمضان بتطویل رکعات ممکن است وائمه جرح وتعدیل اتفاق کرده اند
بر ضعف جد ابی بکر بن ابی شیبه شعبه تکذیب وی کرده صالح بن محمد بغدادی گفته ضعیف لا یکتب حدیثه نسائی گفته که
وی متروک الحدیث است بخاری در حق وی گفته سکتوا عنه و اطلاق این لفظ بر او کنند که حدیث وی را ترک کرده باشند
و ترمذی گفته که منکر الحدیث است و این حدیث را ابن عدی در کامل وازدی در متوسط ومزی در تہذیب الکمال و ذہبی در میزان
الاعتدال از مناکیر ابی شیبه شمرده اند پس مطروح ساختن حدیث ابی شیبه با اینقدر ضعف در فہم نمی آید و مراد بودن
از ما کان یزید فی رمضان الحدیث نماز تہجد را فع تعارض شدن نتواند زیراکه نماز تراویح آنحضرت ہمان نماز تہجد بود **قوله**
و ابن ہمام مخالفت قوم بقیاس خود کرده و لذا لا یسمع فی ہذا الباب **اقول** مخالفت ابن ہمام بظاہر کلام
قوم بجہت مخالفت ظاہر کلام ایشان بمقتضای دلیل است والعبرة لقوة المدرک پس عدم سماع مخالفتش تحکم است
و لس **قوله** پس معلوم شد که مصداق تراویح نزد حنفیه محصور در سنت غیر ہا ہمان بست رکعت خواہد بود **اقول**
حصر مصداق تراویح مطلقا نزد حنفیه در بست رکعت صریح البطلان است زیراکه سابق گذشت که از ائمه امت در تراویح
وه قول منقول است ہمچنین حصر مور د سنت در بست رکعت باطل است بلکه مورد سنت موکده نفس تراویح یا ہشت رکعت است
نزد کسانیکه قائل بر نسخ فرضیت تہجد از آنحضرت بوده اند و مورد سنت غیر موکده یعنی مستحب بست رکعت است **تمام شد**

واجب القبول نہین بالخصوص اوسوقت مین کہ خطا اوس مصحح کی اوس تصحیح مین ظاہر ہوجاوی اور درایۃ اور ظاہر الروایۃ
اور ترجیح دیگر مرجحین معارض اوسکے ہو جیساکہ اسکی نظیر مین **شرح منیہ حلبی** مین مسطور ہی لاینبغی
ان یعمل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ انتہی **قولہ** صہ۹ تصحیح قاضی خان وغیرہم کو ترک کرکے بیس رکعت
کو سنت موکدہ نہین ٹہیراتا ہے برخلاف جمہور فقہا کے منکر اجماع صحابہ ہین **اقول** ترجیح ابن ہمام وغیرہ
کو ترک کرکے بیس رکعت کو سنت موکدہ ٹہیراتا ہے اور قاضی خان نے تو بیس رکعت کے سنت موکدہ
ہونے کی تصحیح نہین کی ہے بلکہ سنت موکدہ ہونا تراویح کا لکہدیا ہے اور عدد مستحب تراویح کا جو حنفیہ
اور شافعیہ کے نزدیک ہے بیس رکعت کو لکہدیا ہے اور یہ کچہ ضرور نہین ہے کہ جو قاضیخان نے
لکہا ہو وہ سب قابل اعتماد ہو دیکہو اسی فتاوی قاضی خان مین پیشاب اور خون سے قرآن لکہنا اوس
صورت مین کہ اوسمین شفا ہو جائز لکہا ہے اور محیط مین یہ رد کیا گیا ہے اور حموی خلاف جمہور فقہا قائل ہی
اور حکایت اجماع صحابہ بیس رکعت تراویح کے سنت موکدہ ہونے پر افترا ہے **قولہ** صہ۹ خاتمۃ الکتاب
مین جواب اوسکا بہی مجالس الابرار سے عینا و تبرکا لکہا جاتا ہے الخ **اقول** عبارت مجالس الابرار
کچہ مفید مدعای اس قائل کے نہین ہے اونمین سنت موکدہ ہونا تراویح کا نہ بیس رکعت تراویح کا اور امر
فرمانا حضرت عمر کا لوگون کو واسطے جمع ہونے کے اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو واسطے امامت کی اور
امامت کرنا ابی بن کعب اور تمیم داری کا ساتہ جماعت تراویح کے بدون تصریح عدد رکعات کے اور بعد حضرت
عثمان اور حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ وغیرہم مہاجرین اور انصار کے
اور موافقت کرنا انکا ساتہ حضرت عمر کے اور رد اور انکار نکرنا انکا حضرت عمر پر اور مواظبت کرنا انکا تراویح
باجماعت پر نہ بیس رکعت پر مرقوم ہے اور بیس عشرون رکعۃ آخر مین بیان ہوا ہے اور یہ حضرت عمر کا نہین ہے
اور حموی کے کلام مین صلاۃ عمر سے امر فرمانا حضرت عمر کا مراد ہے —

# جواب فتوای جناب مفتی سعد اللہ صاحب

## ازنقاوہ دودمان مرتضوی جناب مولانا سید امداد العلی صاحب مدظلہ العالی

**قولہ** در تعیین بست رکعت تراویح ہرچہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمودہ اند بعینہ منقول میشود
**اقول** ہرچند نقل من حیث ہو نقل مورد منع ثلثہ نباشد لیکن چون ناقل منقول را مقدمہ دلیل دعوی خود
گردانیدہ باشد مورد منع شدن تواند خدام جناب مفتی صاحب بر ضروری بودن مراعات عدد بست رکعت در
تراویح استدلال بدین منقول کردہ اند لہذا اتفاقاً کلام دران خواہد افتاد **قولہ** دان اینست درباب تراویح چیزیکہ
ازیں حدیث صحیح وارد شدہ ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ ہمچنان این احادیث ہم
صحیح وارد شدہ اند کہ قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہ
رواہ مسلم وعنہا رضی اللہ عنہا کان اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احیی لیلہ وایقظ اہلہ وجد وشد المیزر
رواہ الشیخان ومسلم وابوداود والنسائی وعن النعمان بن بشیر قال قمنا مع رسول اللہ صلعم فی شہر رمضان لیلۃ
ثلث وعشرین الی ثلث اللیل الاول ثم قمنا معہ لیلۃ خمس وعشرین الی نصف اللیل ثم قمنا معہ لیلۃ سبع وعشرین حتی ظننا
ان لا ندرک الفلاح ای السحور پس وجہ تطبیق درمیان این روایات کہ صریح دلالت بر زیادت کمی وکیفی نماز آنحضرت صلعم
در رمضان بر غیر آن میکند و دران روایت کہ نفی زیادت میکند ہمین ست کہ آن روایت محمول بر نماز تہجد ست کہ در
رمضان و غیر رمضان یکسان بود وغالباً بعدد یازدہ رکعت مع الوتر میرسید دلیل برین حمل آنست کہ راوی این حدیث
ابو سلمہ است در تتمہ این روایت میگوید کہ قالت عائشۃ فقلت یا رسول اللہ تنام قبل ان توتر قال یا عائشۃ ان عینی
تنامان ولا ینام قلبی کذا رواہ البخاری ومسلم وظاہرست کہ نوم قبل از وتر در نماز تہجد متصور میشود نہ در غیر آن و روایات
زیادت محمول بر نماز تراویح ست کہ در عرف آنوقت بقیام رمضان مسمی بود **اقول** دلالت روایات مذکورۃ الصدر بر
نفس زیادت عبادت آنحضرت در رمضان بر غیر آن مسلم است واما دلالتش بر زیادت کمی وکیفی نماز آنحضرت در رمضان
بر غیر آن پس ممنوع ست حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کہ ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ
نفی زیادت کمی نماز آنحضرت مطلقا وحدیث جابر رضی اللہ عنہ قام بہم فی رمضان وصلی ثمان رکعات واوتر ثم انتظروہ

من الصلاة فلم يخرج اليهم فاتوه فقال خشيت ان يكتب عليكم رواه ابن حبان وغيره انتهى زيادت كى نماز آنحضرت در
شبهاى رمضان كه بجماعت گذارده مى نمايد در صورت تطبيق در ميان حديث عائشه و حديث جابر و در ميان روايتيكه
بر نفس زيادت نماز آنحضرت در رمضان بر غير آن دلالت كرده باشد بكل زيادت درين روايت بر زيادت كيفى سهل است
تطبيق مولانا فرع ثبوت تغاير در ميان نماز تهجد و نماز تراويح آنحضرت صلى الله عليه وسلم است و از احاديث و آثار
تغاير در ميان نماز تهجد و نماز تراويح آنحضرت ثابت نميشود بلكه مستفاد از ان چنانست كه تراويح حضرت رسالت عليه الصلوة
والتحية همان نماز تهجد بود كه آنرا به توسعه در وقت سه شب شبى تا گذشتن ثلث شب و شبى تا گذشتن نصف شب و
شبى تا آخر شب بجماعت گذارده حديث نعمان بن بشير اندريج قول مولانا ست مفيد مدعا ست و حديث ابى ذر قال
صمنا مع رسول الله صلعم فلم يقم بنا شيئا من الشهر حتى بقى سبع فقام بنا حتى ذهب ثلث الليل فلما كانت السادسة لم
يقم بنا فلما كانت الخامسة قام بنا حتى ذهب شطر الليل فقلت يا رسول الله لو نفلتنا قيام هذه الليلة فقال ان الرجل
اذا صلى مع الامام حتى ينصرف حسب له قيام ليلة فلما كانت الرابعة لم يقم بنا حتى بقى ثلث الليل فلما كانت الثالثة جمع
اهله ونساءه والناس فقام بنا حتى خشينا ان يفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السحور رواه ابوداود والترمذى وغيرهم
شاهد آنست و حديث عبد الله بن ابى قال سمعت ابى يقول كنا ننصرف فى رمضان فنستعجل الخدم بالطعام مخافة الفجر
رواه مالك مؤيد آن و اقوال ائمه حديث مانند خطابى و ابن جوزى و ابن حجر عسقلانى وغيرهم نيز مشعر برين معنى ست ابن
حجر عسقلانى در فتح البارى بذيل شرح فلما اصبح قال قد رأيت الذى صنعتم ولم يمنعنى من الخروج اليكم الا انى خشيت
ان يفرض عليكم وذلك فى رمضان نوشته قد استشكل الخطابى هذه الخشية مع ما ثبت فى حديث الاسراء انه قال هى
خمس وهن خمسون لا يبدل القول لدى فاذا امن من التبديل لم يخف من الزيادة واجاب عنه الخطابى بانه
بان صلوة الليل كانت واجبة على النبى صلى الله عليه وسلم وافعاله الشرعية تجب على الامة للاقتداء به لامن طريق
انشاء فرض جديد زائد على الخمس و پس ازين جوابى ديگر از خطابى نقل كرده نوشته وقد تلقى هذين الجوابين عن الخطابى
ابن الجوزى وجماعة وهو مبنى على ان قيام الليل كان واجبا عليه وعلى وجوب الاقتداء بافعاله وفى كل منهما نزاع
و بعد ازين نوشته وفى فتح البارى ثلثة اجوبة اخرى احدها ان يكون خوف افتراض قيام الليل بمعنى جعل التهجد فى المسجد
جماعة شرطا فى صحة التنفل بالليل و دو جواب ديگر رقم كرده نگاشت و اقوى هذه الاجوبة الثلثة فى نظرى الاول پس

پس از نیمه آنچه از فتح الباری پیرایه نقل پوشیده وظاهر است که نزد خطابی وابن الجوزی وابن حجر وغیره بودن نماز
تراویح آنحضرت علیه الصلوة والتحیة نماز تهجد مسلم است و **شیخ عبدالحق** دهلوی در ترجمه مشکوة نوشته و صحیح آنست
آنچه آنحضرت گذارد همان نماز تهجد وی بود که یازده رکعت است انتهی و در فتح سر المنان فی تایید مذهب النعمان نوشته
وقد علم من هذه الاحادیث ان رسول الله صلعم لم یقم فی رمضان الا لیالی معدوده واعتذر عن المواظبة علی ما علل بالخشیة ان
یفرض ثم الصحیح انما کانت صلوته التی کانت یصلیها باللیل وهی احدی عشرة رکعة کما مر فی اول باب صلوة اللیل من
حدیث ابی سلمة انه سال عائشة کیف کانت صلوة رسول الله فی رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی
احدی عشرة رکعة انتهی پس موسوم بقیام رمضان و در عرف الوقت قیام اللیل و شبهای رمضان باشد **قوله** آنکه
براکه قیام رمضان چند رکعت او است مفروض و در روایات صحیحه مرفوعه تعیین عدد نیامده لیکن از الفاظ مذکوره و در جد و جهد
آنحضرت صلی الله علیه وسلم معلوم میشود که عدد بس بسیار بود و در مصنف ابن ابی شیبه و سنن بیهقی بروایت ابن
عباس رضی الله عنه وارد شده که کان رسول الله صلعم یصلی فی رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر اما بیهقی این
روایت را تضعیف نموده بعلت آنکه راوی الحدیث جد ابی بکر بن ابی شیبه است که ابوشیبه است حالانکه ابوشیبه جد
ابوبکر بن ابی شیبه الثقة ضعف ندارد که روایت او طرح ساخته شود آری اگر معارض او حدیث صحیح میبود البته
ساقط میگشت وقد سبق ان ما توهم معارضا له اعنی حدیث ابی سلمة عن عائشة المتقدم ذکره لیس معارضا بالحقیقة
فبقی سالما کیف وقد ایده فعل الصحابة رضی الله عنهم کما رواه البیهقی فی سننه باسناد صحیح عن السائب بن یزید رضی الله
عنه قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة وروی مالک فی الموطا
عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر رضی الله عنه بثلث وعشرین وفی روایة باحدی عشرة ـ
**اقول** ـ از الفاظ مذکوره جد و جهد بسیاری عدد معلوم نمیشود چنانکه سابق نوشته شد و ضعف ابی شیبه
باتفاق ائمه جرح و تعدیل است تا آنکه بعض نقادین رجال برو متروک الحدیث و منکر الحدیث و کاذب بودن او نص نموده اند
فی تهذیب الکمال وقد ضعفه احمد وابن معین والبخاری والنسائی وابو حاتم الرازی وابن المدینی وابو داود والترمذی
والاحوص بن الفضل الغلابی وقال الترمذی فیه منکر الحدیث وقال الجرجانی ساقط وقال ابو علی النیشاپوری لیس بالقوی
وقال صالح بن محمد البغدادی ضعیف لا یکتب حدیثه وقال معاذ العنبری کتبت الی شعبة اسأل عنه اروی عنه قال

لا تروعنه فانه رجل مذموم و در میزان الاعتدال است کذبه شعبة وقال النسائی متروک الحدیث و من مناکیر
ابی شیبة ما روی البغوی حدثنا منصور بن ابی مزاحم حدثنا ابو شیبة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس کان رسول الله
صلعم یصلی فی شهر رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر و تاثیر این مقدار ضعف و اصول مقرر است چنانکه بر ماهر
پوشیده نیست پس ضعف نداشتن ابی شیبة آنقدر که روایت او را مطروح ساخته شود در فهم ما در نمی آید با هرین
حال رجال خود بطرح روایتش خود تصحیح کرده اند در دفع تعارض درمیان حدیث ابن عباس که بطریق ابی شیبة
مروی است و درمیان حدیث عائشة از تطبیق سابق موقوف بر صحت تطبیق مذکور است و آن محل نظر است چنانکه
گذشت و عمل صحابه بچیزی مستلزم بودنش فعل آنحضرت صلی الله علیه وسلم نیست تا که تایید حدیث ابی شیبة بفعل
صحابه متصور گردد **قوله** و بیهقی درین هر دو روایت جمع نموده است باین طریق که اول صحابه کرام عدد یازده را
که عدد مشهور تهجد آنحضرت بود درین نماز هم اختیار فرموده بودند للعلة المشترکة بینهما بدان کانا منهما صلوة اللیل و چون
نزد شان ثابت شد که آنحضرت صلی الله علیه وسلم درین ماه درین قیام زیادت از ان عدد میفرموده اند و بعشرین
میرسانیدند من بعد عدد بست و سه را اختیار کردند بر این عدد اجماع شد و بعد از تحقق اجماع مراعات این عدد هم
از ضروریات گشت در حق قرون متاخره انتهی **اقول** جمع بین الروایتین بدان مراعات هر دو عدد و باختلاف
احوال خود ظاهر است حاجت هیچ تکلف درین جمع نیست حافظ ابن حجر در فتح الباری نوشته و الجمع بین هذه الروایات
ممکن باختلاف الاحوال و یحتمل ان ذلک الاختلاف بحسب تطویل القراءة و تخفیفها فحیث تطول القراءة تقل الرکعات
و بالعکس و به جزم الداودی وغیره پس مراد بیهقی از انچه در طریق جمع بین الروایتین نوشته اگر این باشد که در اول
جواز بست رکعت معلوم نبود و جز یازده رکعت رائج نبود و در آخر اجماع صحابه بر جواز بست رکعت قرار یافت و
رواج آن نیز شد از ضروریات گشتن مراعات این عدد در حق قرون متاخره بعد از تحقق این اجماع چگونه لازم
آید زیرا که غایة الحجیة از ثبوت اجماع بر جواز بست رکعت لازم می آید وجوب اعتقاد جواز بست رکعت و خواندن بست
رکعت بر سبیل جواز نه بر طریق دیگر ست قال الاسنوی فی شرح المنهاج ان اتباعهم فی المباح ایضا واجب
ومعنی وجوبه هو ما قلناه کوجوب اتباع النبی صلی الله علیه وسلم فی المباح هو اعتقاد اباحته و ان فعله علی جهة الاباحة لا علی
جهة اخری و اگر آن باشد که در اول یازده رکعت جائز بود پس از ان جوازش منسوخ گردیده و بر وجوب بست رکعت

اجماع شد پس صحتش فرع ثبوت نسخ و ثبوت اجماع بوجوه بست و آن هنوز ثابت نیست اگر اینها حق و صحت
می رسید بتجویز تخییر در میان یازده رکعت و بست و سه رکعت از امام احمد چنانکه در مسوی است و اکتفا بر ادای
ثمان و ده رکعت از ابی مجلز چنانکه محمد بن نصر مروزی در قیام اللیل روایت کرده و اختیار یازده رکعت از محمد بن اسحق و
اختیار یازده رکعت برای خود از امام مالک چنانکه عینی در شرح صحیح البخاری آورده و گذاردن یازده رکعت از بعض سلف
در عهد عمر بن عبد العزیز چنانکه در ما ثبت بالسنة مسطور است چگونه واقع شدی فلا علمی ائمه مذکورین از این نسخ و
این عمل با مردم خبر نمی شدند و قول بیهقی که بنای تفصیل که مبنی فتوی است در کتاب بیهقی که تفتیش دیده شد
یافته نمی شود چنانچه ابن العراقی در شرح تقریب نوشته عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون فی زمن عمر بثلث
وعشرین وفی روایة باحدی عشرة وجمع البیهقی بینهما بانهم کانوا یقومون باحدی عشرة ثم قاموا بعشرین و اوتروا
بثلث انتهى وفی فتح القدیر قال البیهقی والثلث هو الوتر ولا ینافیه الروایة السابقة فانه وقع اولا ثم استقر
الامر علی عشرین انتهى فقط

تمت

## جواب فتوی جناب مفتی محمد یوسف صاحب مدرس مدرسه جونپور

## از امام العصر مولانا سید امداد علی صاحب مدظله العالی

**قوله** اگر کسی از پیروان امام اعظم احیاناً لفظ سنت را درین باب موکده تقیید نماید مراد از آن نیز موکده باشد
**اقول** مراد درین باب اگر نفس تراویح قطع نظر از عدد معین از اعداد ست نه بست رکعت پس مراد بودن
موکده از آن در کلام کسیکه به نسخ فرضیت تهجد در حق حضرت رسالت علیه الصلوة والتحیة قائل گردید مسلم است
واما در کلام کسیکه قائل نسخ نیست ممنوع زیراکه نماز تراویح آنحضرت نماز تهجد بود چنانچه شیخ عبد الحق دهلوی در ترجمه
مشکوة نوشته صحیح آنست که آنچه آنحضرت گذارده همان نماز تهجد بود و یازده رکعت است انتهى و همچنین از کلام خطابی
وابن جوزی وابن حجر عسقلانی ظاهر است پس حکمش حکم تهجد باشد و اگر بست رکعت است اراده موکده از این حمل
کلام بر خلاف مقتضای دلیل است زیراکه فقها در تعریف سنت موکده مواظبت آنحضرت صلی الله علیه وسلم را اخذ کرده اند

وبست رکعت از فعل آنحضرت ثابت نیست چه جائیکه بران مواظبت آنحضرت علیه الصلوة والتحیة ثابت گردد **قوله**
واما عدد رکعات ان پس نزد حنفیه غیر از بست به ثبوت نرسیده **اقول** مراد از ثبوت نرسیدن غیر از بست اگر ثبوت
نرسیدن غیر بست از اصحاب مذهب است پس از ثبوت نرسیدن غیر بست سنت مؤکده بودن بست رکعت لازم نمی آید
زیرا که مآلش آنست که اصحاب مذهب بست رکعت را مثل اعداد ثابته اختیار فرموده اند پس اصحاب مذهب اگر در سلف معدود
باشند بست رکعت برین تقدیر از ما احدثه الاحدث باشد یا ما احدثه السلف مستحب است نه سنت مؤکده و اگر ثبوت نرسیدن
غیر بست مطلقا است پس درین قول تجهیل حنفیه است زیرا که در عدد بیش ده قول منقول است چنانچه عینی در شرح
صحیح البخاری بتفصیل آن پرداخت و از آنحضرت وصحابه کرام و تابعین عظام عدد هشت رکعت و با وتر یازده رکعت باسانید
صحیحه ثابت است فی الصحیحین وغیرهما عن ابی سلمة انه سأل عائشة رضی الله عنها کیف کان صلوة رسول الله فی
رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة وفی صحیح ابن حبان عن جابر رضی الله عنه
قال انه صلی الله علیه وسلم قام بهم فی رمضان فصلی ثمان رکعات واوتر ثم انتظروه من القابلة فلم یخرج الیهم فاتوه
فقال خشیت ان یکتب علیکم ونحوه فی صحیح ابن خزیمة وفی مصنف ابن ابی شیبة عن السائب بن یزید انه قال
قال عمر بن الخطاب ابی بن کعب وسلیمان بن ابی حثمة ان یقوما للناس باحدی عشر رکعة وفی الموطا للامام مالک
عن السائب بن یزید قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیم الداری ان یقوما للناس باحدی عشر رکعة و
مثله فی سنن سعید بن منصور وایضا فی سنن سعید بن منصور عن السائب بن یزید یقول کنا نقوم فی زمان
عمر بن الخطاب باحدی عشر رکعة وفی عمدة القاری وقیل احدی عشرة رکعة وهو اختیاره مالک لنفسه واختاره
ابوبکر بن العربی وفی ما ثبت بالسنة وروی انه کان بعض السلف فی عهد عمر بن عبد العزیز یصلون باحدی عشرة
رکعة **قوله** بلکه همین بست رکعت نزد شان موسوم به تراویح است فی السراجیة التراویح سنة خمس ترویحات
کل ترویحة اربع رکعات وفی الکنز وسن فی رمضان عشرون رکعة قال صاحب البحر وانما لم یذکر مع السنن المؤکدة
قبل النوافل المطلقة لکثرة شعبها ولاختصاصها بحکم من بین سائر السنن وهو الاداء بجماعة **اقول** ازین
روایات صرف روایت سراجیة البته موهم تسمیه است و اگر دران سنت مضاف بسوی ضمیر بود یا خمس ترویحات
خبر مبتدای محذوف باشد این وهم ازان مندفع است باقی سنت در روایت سراجیه و کنز برای مطابقت روایات شتّی

ظاہر ہے اسکے طرف ہی کہ کلام مشایخ اگر واسطے موافقت مقتضای دلیل کے مصروف عن الظاہر کیا جاوی تو نحبہ
مخالفت اونکی کلام مین اور مقتضای دلیل مین نہین ہے جناب قائل کچہہ اقتضاء النص اور دلالۃ النص کو نہین سمجہتے
ہین سنے محل مصطلحات اصولیین کو استعمال فرماتے ہین اقتضاء النص کو دلالت مطابقی فرما کے دلالت النص کا
دلالت مطابقی ہونا ظاہر کرتے ہین اور خبر نہین کہ ثابت دلالۃ النص سے بہی ثابت بدلول التزامی ہی **قولہ**
ص۵۵ مدعی یہ لکہنا ہے کہ جماعت [illegible] اولی مثالی [illegible] [illegible]
مراد لیتے ہین **اقول** [illegible] **قولہ** [illegible]
للتوضیح ان [illegible] **اقول** [illegible] سنت نہین ہے بلکہ
موافق قدوری کے [illegible] قدوری استحباب [illegible] فتح القدیر مین [illegible] مستحب کے
لکہا ہے لاسند لہ اور یہہ لکہا و لہذا [illegible] والعمل [illegible]
**جامع الرموز** مین مسطور ہی فی خزانۃ الفقہ ومختصر القدوری والاختیار وغیرہا کا [illegible] مستحب [illegible]
**قولہ** ص۵۵ ما ثبت بالسنۃ مین لکہا ہے الخ **اقول** [illegible] کا زمان حضرت عمر سے
محل نزاع نہین ہے نزاع مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ہے [illegible] کا
پڑہنا ہی آنحضرت صلعم سے ثابت نہین ہے چہ جای کہ مواظبت آنحضرت صلعم [illegible] ثابت ہو
اور شرح فارسی مشکوۃ اور نہایۃ المراد مین جو [illegible] رکعت [illegible] ابکا مسطور ہے [illegible]
کی ہی کہ اسکا ضعف اداوالسنۃ مین مذکور ہو چکا ہے اور قیام لیل ہونا تراویح کا نہایۃ المراد سے بہی ثابت
ہے اور سنت موکدہ ہونا نفس تراویح کا اوسمین مسطور ہے نہ بیس رکعت تراویح کا [illegible] اور [illegible]
کہنا اوسکو جو تراویح کو سنت موکدہ نہ کہے اور دعوی اجماع صحابہ سنت موکدہ ہونے تراویح پر سنے دلیل
اور بے سند ہے قابل اعتبار کے نہین **قولہ** ص۶۶ یہی اصح ہے الخ **اقول** اصح کہنا سنت
موکدہ ہونے تراویح کا بطور مذہب جمہور حنفیہ نہین بن سکتا ہے اور حمل سنت عبارات متون اور شروح
مین مدحق تراویح سنت موکدہ پر حمل ہی محمل غیر صحیح ہی اور قول خصم اگرچہ بمقابلہ بعض حنفیہ ہو بجہت موافقت
اسکے ساتہ اور حنفیہ کے اور مطابقت کی ساتہہ اصول حنفیہ کے قابل اعتماد ہے اور توارث کسی نقل کا

# اشتہار

پوشیدہ نرہے کہ راقم ہمیشہ بیس رکعت تراویح پڑہتا ہے اور لوگونکو امر ہی بیس رکعت پڑہنے کا کرتا ہے لیکن
اس جہت سے کہ علماء فقہاء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ سنت اس فعل کو کہتے ہین کہ جسپر مواظبت نفس نفیس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور سنت موکدہ اسی قسم سنت کی ہے اور بیس رکعت کا پڑہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ثابت نہین ہے چہ جائے کہ آپکی مواظبت اسپر ہو بیس رکعت کو سنت موکدہ نہین جانتا تا بلکہ بیس رکعت کا سنت
خلفای راشدین کہ سنت موکدہ نہین ہوتے ہیں اور مستحب ہونے کو کہتا ہے اور اٹہ رکعت ساتہ تین رکعت اوتر
کے پڑہنے والونکو برا نہین جانتا اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن راتون مین کہ تراویح کو ساتہ
جماعت کے پڑہا ہے اٹہ ہی رکعت کو پڑہا ہے اور بزمان خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بامر حضرت عمر رضی اللہ عنہ
ابی بن کعب اور تمیم داری اور سلیمان بن ابی حثمہ نے گیارہ رکعت پڑہائے ہین اور بعض سلف عہد عمر بن عبد العزیز
مین بہی گیارہ رکعت پڑہتے تہے جیسا کہ ما ثبت بالسنۃ مین ہے اور امام مالک نے اپنے نفس کے لیے
بہی گیارہ رکعت کو اختیار کیا ہے جیسا کہ عمدۃ القاری مین ہے اور امام احمد نے درمیان گیارہ اور بیس کے
تخییر فرمائی ہے جیسا کہ مسوی مین ہے اور کسی حدیث صحیح یا اثر معتبر سے منحصر ہوجانا تراویح کا بیس رکعت مین
اور ممنوع ہوجانا اٹہ رکعت کا ثابت نہین ہوتا ہے اور جو اجماع اسپر کہتا ہے غلط کہتا ہے اور رواج اور جواز
اور استحباب اور مختار حنفیہ اور شافعیہ ہونے بیس رکعت مین کلام نہین ہے کلام سنت موکدہ ہونے بیس رکعت
مین ہے کہ بمقتضای اصول حنفیہ سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت نہین ہوتا ہے مولوی عبد الرحمن
صاحب اور ان کے شورے اور صلاح دینے والی مولوی عبد اللہ قندہاری کہ علم وفضل انکا اونکی
تقریظ کی عبارت سے کہ توضیح السنۃ الہدی کے خاتمہ پر مرقوم ہے ظاہر ہے اگر امداد السنۃ اور نور الہدی کو
بغور مطالعہ فرمالیتی تو عامیانہ باتون کے کہ جنسے توضیح السنۃ الہدی ازقبیل برعکس نہند نام زنگی کافور
سے ہے کیون مرتکب ہوتے اور بالانصاف شاید صراط مستقیم سے تجاوز نکرتے اور تحقیق راقم کو کہ موافق
اصول حنفیہ سے ہے تسلیم فرماتے جسوقت مین کہ رسالہ نور الہدی مطبوع ہوا اور رسالہ امداد السنۃ لکہا گیا

نہ قیام لیل غیر رمضان اور مذہب امام احمد اور مختار امام مالک سے سینتیہ رکعت پڑھنے کے ثابت ہی اور عدم
جواز پڑھنے آٹھ رکعت تراویح کا مذہب کسی امام کا نہیں ہے اور راقم نے صفحہ ۴۴ میں اوسکو کہ جسپر خلفا نے مواظبت
فرمائی ہو موصوف بہ یعنی حنفیہ کا سنت کہنا لکھا ہے نہ سنت موکدہ کہنا **قولہ** ص۲۴ خاص کرنا صاحب فتح القدیر کا
صرف بلانا آنحضرت کا طرف سنت خلفای راشدین کی کس معنی کرکے ہوگا **اقول** ہرچند کہ اس حدیث میں
بلانا طرف سنت آنحضرت اور سنت خلفای راشدین دونوں کی ہے لیکن چونکہ مقصود ابن ہمام کو بیان بیان کرنا
بیس رکعت سنت خلفای راشدین کا تھا لہذا اوسی مقصود ہی سے تعرض کیا پس یہ تخصیص بنظر اہتمام مقصود ہے
**قولہ** ص۵۵ یہ اعتراض وارد ہوتا ہی الخ **اقول** یہ عدم استلزام تعریف سنت سے پیدا ہے کہ جمہور فقہا سنت
اوسکو کہتی ہیں کہ جسپر مواظبت نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
میں مذہب اجتہد سنتین سے ہے اس حدیث کو دلالت اسپر نہیں ہے کہ سنت خلفای راشدین سنت مصطلحہ فقہا ہی اور
القول مرجح علی الفعل کا بیان محل نہیں ہے یہ وقت تعارض کے درمیان قول اور فعل کے ہوتا ہے اور درمیان
السنتہ ما واظبہ بنفسہ حدیث مذکور کے تعارض سمجھنا سوای سادہ لوحی کی اور کیا ہے حدیث میں صرف امر اخذ سنتین
ہی بیان معنی سنتین نہیں سنت بیان یا بمعنی مطلق طریقہ کے ہے یا معنی طریقہ مسلوکہ فی الدین کے اور جسنے تراویح کا
سنت موکدہ ہونا بدلیل مواظبت خلفای راشدین لکھا ہے قول اوسکا لائق اعتبار کی نہیں ہے کیونکہ جو تعریف
سنت موکدہ کی جمہور فقہا نے کی ہے وہ سنت خلفای راشدین پر صادق نہیں ہے **قولہ** ص۵۵ اس
جگہہ درمیان دلیل کہ عبارت دلالۃ النص سے ہے الخ **اقول** حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
نہ دلیل سنت مصطلحہ فقہا ہونے بیس رکعت تراویح کے ہے اور نہ سنت مصطلحہ فقہا ہونے سنت خلفای
راشدین کے دلیل سنت مصطلحہ فقہا ہونے اوس فعل کے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مواظبت فرمائی ہو تعریف کرنا فقہا کا ہی سنت کی ساتھہ اوس کام کے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مواظبت فرمائی ہو اور مقتضی دلیل کا یہ سنت ہونا اوس فعل کا ہے کہ جسپر آپکی مواظبت ہو گو اوسپر مواظبت
خلفای راشدین ہو اور بیس رکعت پر آپکی مواظبت نہیں ہی تو مقتضای دلیل یہ سنت ہونا بیس رکعت کا ہی تو
بیان درمیان دلیل اور مقتضای دلیل کے تعارض کہاں ہے ہاں یہ مقتضی مخالف ظاہر کلام بعض مشائخ ہی سو لفظ

# غلط نامہ رسالہ امداد الغوی

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۳ | دو رسالہ | دو رسالہ | ۲۴ | ۱۳ | ہ | چہ | ۳۵ | ۲۰ | علقہ | علقمہ |
| ۳ | ۶ | ہذا | کنا | // | ۱۴ | پہ نقل | بہ نقل | ۳۶ | ۶ | استثنائی | استثنائیہ |
| ۴ | ۲۱ | طوع | تطوع | // | // | گیاہی | گیا گیاہی | // | ۹ | دوروا | روایت |
| [illegible] | ۶ | اوریہی | اوربہی | ۲۵ | ۳ | الدماں | علی الانسان | // | ۱۹ | راجع طر | طرف |
| // | ۴ | قعودہ | دقعودہ | ۲۶ | ۶ | پڑہنیوا | پڑہنیوائے | ۱/۲ | ۲ | رواسکہ | رواسیکہ |
| ۶ | ۱ | قبل | قبیل | ۲۷ | ۱ | منتی | منتقی | // | ۵ | تعاضر | تغایر |
| // | ۱۹ | لکہتے | کہتے | ۲۸ | ۱۱ | فعہ | ہ | // | ۷ | تااخر | تا اخر |
| ۱۰ | ۲ | بہی | بہی | // | ۱۴ | ہوسری | دوسری | // | ۲۰ | شلمثہ | ثیامنہ |
| ۱۱ | ۴ | احد | اور | // | ۱۵ | مونوں | دونوں | // | ۲۱ | الثلیثہ | الثالثہ |
| // | ۱۷ | اوریہی | اوربہی | ۳۰ | ۸ | مساۃ | مساہ | ۴۲ | ۲۱ | رقم گردو | رقم کردہ |
| ۱۵ | ۱ | ہکذر | ہکذا | ۳۱ | ۱۵ | کتب | کذب | ۴۳ | ۲۱ | اردی | الاردی |
| ۱۶ | ۵ | ہین | مین | ۳۲ | ۶ | اوسے | اوسنے | // | ۵ | رجال خود | رجال |
| // | // | اوپری | اوسیربہی | // | ۱۱ | حدیث | اورہیبشت | ۴۵ | ۶ | بیہقی کہ | بیہقی |
| // | ۱۲ | اصولتیں | اصولیتیں | ۳۴ | ۱۳ | ہور | ہو | ۴۷ | ۲ | گردہ | درانگردہ |
| ۱۹ | ۸ | عبدالعزیز | عبدالعزیزبن | // | ۱۵ | ہویا | ہونا | // | ۳ | سبت | بسنت |
| ۲۲ | ۱۳ | ہونا | ہونے | ۳۵ | ۱۳ | تتیتن | تبیین | // | ۱۳ | تری | مزی |